مسائل زکاۃ

از: اعلیحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر: رضا اکیڈمی بمبئی

سلسلۂ اشاعت ۱۶۳

ہر قسم کے مال کی زکوٰۃ کے حساب لگانے ادا کرنے کے اوقات اور مصارف کے بیان

تجلی المشکوٰۃ لانارۃ اسئلۃ الزکوٰۃ

۱۳۰۷ھ

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیضِ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

فون: ۳۷۰۲۲۹۶

١٦/-

نام کتاب ــــــــ تجلی المشکوٰۃ لانارۃ اسئلۃ الزکوٰۃ

مصنف ــــ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر ــــ رضا اکیڈمی ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سن اشاعت ـ ۱۴۱۸ھ سنہ ۱۹۹۸ء

طباعت ــــ رضا آفسٹ بمبئی ۳

RAZA LIBRARY
45284
13/6/2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ چند

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایہ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سُست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمدُ للّٰہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہوگیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"۔ "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولٰینا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دُعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتیٔ اعظم

محمد سعید نوری

بانی و جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ ہجری

456

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ

از گونڈہ بہرائچ چھاؤنی۔ مکان مولوی مشرف علی صاحب مرسلہ حضرت سید حسین حیدر میاں صاحب دامت برکاتہم ۱۳ جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ

مسئلہ ا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین لطف اللہ بہم اجمعین۔ ان مسائل میں زکوۃ تبدریج دی جائے یا یکمشت دینے میں کیا نقصان ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر زکوۃ پیشگی ادا کرتا ہے۔ یعنی ہنوز حولان حول نہ ہوا کہ وجوب ادا ہو جاتا خواہ یوں کہ ابھی نصاب نامی فارغ عن الحوائج کا مالک ہوئے سال تمام نہ ہوا یا یوں کہ سال گزشتہ کی دے چکا ہے۔ اور سال رواں ہنوز ختم پر نہ آیا۔ تو جب تک انتہائے سال نہ ہو بلاشبہ تفریق وتدریج کا اختیار کامل رکھتا ہے۔ جس میں اصلاً کوئی نقصان نہیں کہ حولان حول سے پہلے زکوۃ واجب الادا ہی نہیں ہوتی۔ در مختار میں ہے۔

رواہ الفقیہ ابوجعفر عن الامام الاعظم وذکرہ ابویوسف فی الامالی کما فی الخلاصۃ وفی منتقی الامام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم الشہید رحمہ اللہ تعالٰی علی مانقل القہستانی عن المحیط انہ علی الفور عندھما وعن محمد لاتقبل شہادۃ من اخرہ فہذا ظاہر فی انہ ھو المذہب المروی عن الشیخین فی ظاہر الروایۃ۔

فتح القدیر میں ہے۔

یلزم بتاخیرہ من غیر ضرورۃ الاثم کما صرح بہ الکرخی والحاکم الشہید فی المنتقی وھو عین ماذکرہ الفقیہ ابوجعفر عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ یکرہ ان یؤخرھا من غیر عذر فان کراھۃ التحریم ھی المحمل

عند الطلاق اسمها عندهم وكذا عن ابی یوسف وعن محمد ترد شهادته بتاخیر الزکوۃ لان الزکوۃ حق الفقراء فقد ثبت عن الثلثة وجوب فوریة الزکوۃ اھ ملخصاً

فتاوی امام قاضی خاں میں ہے۔

ھل یأثم بتاخیر الزکوۃ بعد التمکن ذکر الکرخی انه یاثم وھکذا ذکر الحاکم الشھید فی المنتقی وعن محمد ان من اخر الزکوۃ من غیر عذر لا تقبل شھادته وروی ھشام عن ابی یوسف لا یاثم اھ ملخصاً

قلت۔ فقد قدم التاثیم وما یقدمه فھو الراجح الاظھر الاشھر عنده کما نص علیه بنفسه ویکون ھو المعتمد کما صرح به الطحطاوی والشامی وغیرھما وکذا قدمه فی الھدایة والکافی۔

فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

یجب علی الفور عند تمام الحول حتی یاثم بتاخیرھا من غیر عذر وفی روایة الرازی علی التراخی حتی یاثم عند الموت والاول اصح کذا فی التھذیب جواہر اخلاطی میں ہے یجب الزکوۃ علی الفور حتی یاثم بتاخیرہ بلا عذر وقیل علی التراخی والاول اصح اھ ملخصا۔ مجمع الانہر میں ہے۔

قال محمد لا تقبل شھادۃ من لم یؤد زکاته وھذا یدل علی الفور کما قال الکرخی وعلیه الفتوی۔

تنویر الابصار و درمختار میں ہے۔

(وقیل فوری) ای واجب علی الفور (وعلیه الفتوی) کما فی شرح الوھبانیه (فیاثم بتاخیرھا) بلا عذر (وترد شھادته) لان الامر بالصرف الی الفقیر معه قرینة الفور وھی انه لدفع حاجته وھی معجلة فمتی لم تجب علی الفور لم یحصل المقصود من الایجاب

علی وجه التمام وتمامه فی الفتح اھ

اقول :۔ فاذا کان ھذا ھو قضیۃ الدلیل والالصق بمقصد الشرع الجلیل وھو الاحوط فی الدین والادفع لکید الشیاطین والانفع لفقراء المسلمین وقد جزم به المولی فقیه النفس قاضی الامة وصححه من مرویاتی من کبار الائمة وقد ثبت عن ساداتنا الثلثة مالکی الازمة وقد نص کثیرون ان علیه الفتوی ومعلوم ان ھذا اللفظ آکد واقوی فعلیه فلیکن التعویل والاعتماد وان حکی التراخی ایضًا عن الثلثة الامجاد وصححه ابا ثمانی والتاتارخانی ۔

بل ۔ قال المولی المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر ماذکر ابن شجاع من اصحابنا ان الزکوۃ علی التراخی یجب حمله علی ان المراد بالنظر الی دلیل الافتراض ای دلیل الافتراض لا یوجبھا وھو لا ینفی وجود دلیل الایجاب اھ قال العلامة السید احمد المصری فی حاشیة الدر المختار اختار الکمال ان الزکوۃ فریضة وفوریتھا واجبة وبصلح ھذا توفیقا بین القولین اھ ۔

قلت ۔ وکان ظھر لی التوفیق بان من قال بالتراخی فمراده ان وقته العمر فتکون اداء متی ادی وان اثم بالتاخیر ومن قال بالفور اراد انه یاثم بالتاخیر وان لم یصر به قضاء ولا بد فی ذالک فان الحج فوری علی الراجح مع الاجماع علی انه لو تراخی کان اداء ونظیره سجدۃ التلاوۃ وجوبھا فوری عند ابی یوسف ومتراخ عند محمد وھو المختار کما فی النھر والامداد والدر المختار واذا اداھا بعد مدۃ کان مؤدیا اتفاقًا لا قاضیا کما فی النھر الفائق وغیره ۔

اقول :۔ لکن یخدش التوفیقین ما قد منا عن الخانیة حیث فرض المسئلة فی التاثیم ونص روایة ھشام عن ابی یوسف لا یاثم فلا بد من ابقاء

الخلاف وترجیح الراجح یقال ان ھشاماً انما سمع التراخی فنقل ھو ومن روی عنه بالمعنی علی ما فھم ولعل فیه بعدا یعرف وینکر فلیتدبر واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلکہ ہمارے بہت ائمہ نے تصریح فرمائی کہ اس کی ادا میں دیر کرنے والا مردود الشہادہ ہے یہی منقول ہے۔ محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ سے۔

کما مر عن الفتح والخانیة ومجمع الانھر ومثله فی خزانة المفتین وفی شرح النقایة عن المحیط وفی جواھر الاخلاطی وبه جزم فی التنویر والدر کما سمعت ونقل الامام الخاصی وصاحب المضمرات شرح القدوری والطحطاوی والشامی وغیرھم عن الامام قاضی خان ان علیه الفتوی وبه اخذ الفقیه ابو اللیث رحمه اللہ تعالیٰ۔

اقول:۔ وقول من قال ترد شھادته یؤیدنا کما لا یخفی ومن قال لا فقوله لا یخالفنا اذ لیس کل ما یاثم فیه الاثم وان صغیرة مما یرد به الشھادة کما لیس یخاف علی من طالع کتاب الشھادة۔

اور شک نہیں کہ تدریج میں اگر کل کی تاخیر نہ ہوئی تو بعض کی ضرور ہوگی حالانکہ اس پر واجب تھا کہ کل مطالبہ فی الفور ادا کرے۔

لان الایجاب الفوری انما ھو للکل لا البعض وھذا ظاھر جدا۔

ثم:۔ فی معنی الفور ھھنا بحث للعلامة الشامی قدس سرہ السامی حیث قال قوله فیأثم بتاخیرھا الخ ظاھرہ الاثم بالتاخیر ولو قل کیوم او یومین لانھم فسروا الفور باول اوقات الامکان وقد یقال المراد ان لا یؤخر الی العام القابل لما فی البدائع عن المنتقی بالنون اذا لم یؤد حتی مضی حولان فقد اساء واثم اھ فتامل اھ۔

اقول:۔ لا یخفی ان ھذا القول المعتمد منقول فی عامة الکتب بلفظ الفور وعدم التاخیر وانما معناہ کما نصوا علیه واذ تم انتم ھو الاتیان

فی اول اوقات الامکان فالتقیید بعدم التاخیر عاماتغایر لا تفسیر ویظھر
لی ان قضیۃ الدلیل ایضاً تخالفہ فان العلماء کالامام فقیہ النفس
والامام المحقق علی الاطلاق والامام حسین بن محمد السمعانی صاحب
خزانۃ المفتین والعلامۃ برھان الدین ابی بکر بن ابراھیم الحسینی
صاحب جواھر الاخلاطی وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ ذکروا التعلیل
تفرقۃ محمد بایجاب الزکوۃ علی الفور والحج متراخیا بان الزکوۃ حق
الفقراء فیأثم بتاخیر حقھم بخلاف الحج فانہ خالص حق المولیٰ
سبحانہ وتعالیٰ وانت تعلم ان حق العبد بعد وجوب الاداء والتمکن
منہ لایتاخر اصلا الا تری ان الاجل اذا حل فمطل الغنی ظلم وان قل
وکذا ماحقق المولی المحقق حیث اطلق من ان مع النص قرینۃ الفور وھو
الشرع لدفع حاجۃ الفقراء وھی معجلۃ یدل علی الفور الحقیقی ولایتفاوت
التسویف بعام واعوام فی عدم حصول المقصود علی وجہ التمام الاجر م
ان قال فی مجمع الانھر بعد ذکرہ القوی علی فوریۃ الزکوۃ معنی یجب
علی الفور انہ یجب تعجیل الفعل فی اول اوقات الامکان اھ وقد سمعت
نص الخانیۃ اذ قال ھل یاثم بتاخیر الزکوۃ بعد التمکن الخ وقال فی خزانۃ
المفتین یاثم بتاخیر الزکوۃ بعد التمکن ومن اخر من غیر عذر لا تقبل
شہادتہ لان الزکوۃ حق الفقراء فیاثم بتاخیر حقھم اھ ملخصا فھذہ
نصوص صرائح وما فی المنتقی مفھوم مع انہ ھو الذی یقضی بہ الدلیل
فحق ان یکون علیہ التعویل نعم الاعزو فی تقیید رد الشھادۃ بمرورۃ
المدۃ فان دلیل الفور ظنی والثابت بہ الوجوب فترکہ صغیرۃ لاترد
بہ الشھادۃ الابعد الاصرار ولابد لذلک من دور مدۃ کما افاد البحر
فی مسئلۃ تاخیر الحج واللہ تعالیٰ اعلم۔

پھر بعد وجوب اداء اندریں کہ حضرت اظہر من الشمس کہ مذہب صحیح پر ترک فور کرتے

بھی گنہگار ہوگا۔ اور مذہب تراخی پر بھی تدریج نامناسب کہ تاخیر میں آفات ہیں۔

وقال تعالیٰ سارعوا الیٰ مغفرۃ من ربکم وقال تعالیٰ فاستبقوا الخیرات

ظاہر ہے کہ وقت موت معلوم نہیں ممکن کہ پیش از ادا آجائے تو بالاجماع گنہگار ہوگا۔

فان کل موسع یتضیق عند الموت کما نصوا علیہ ولذا امر7 القائلون بتراخی

الوجوب انہ یاثم عند الموت کما قدمنا۔

اسی طرح تدریج میں اور دقتیں بھی محتمل، کما لا یخفی علی خادم الفقہ۔ اور مانی ہجانی حوادث سے محفوظ بھی، تو نفس پر اعتماد کسے ہے۔ فان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم ممکن ہے کہ بہکا دے اور آج جو قصد ادا ہے۔ کل یہ بھی نہ رہے۔ سیدنا وابن سیدنا امام کریم ابن الکرام حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قبائے نفیس نو اپنی طہارت خانے میں تشریف لے گئے وہاں خیال آیا۔ کہ اسے راہ خدا میں دیجئے فوراً خادم کو آواز دی قریب دیوار حاضر ہوا۔ حضور نے قبائے معلیٰ اتار کر دی کہ فلاں محتاج کو دے آ۔ جب باہر رونق افروز ہوئے خادم نے عرض کی اس درجہ تعجیل کی وجہ کیا تھی۔ فرمایا کیا معلوم تھا۔ کہ باہر آتے آتے نیت میں فرق آجاتا۔ سبحان اللہ یہ ان کی احتیاط ہے جو۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ کی آغوش میں پلے اور إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کے دریا میں نہائے دھلے صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہم الکریم الاکرم وعلیہم اجمعین وبارک وسلم۔ پھر ہم کہ مسخرۂ دست شیطان ہیں۔ کس امید پر بے خوف ومطلق العنان ہیں۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

میرے نزدیک چند باتیں لوگوں کو تدریج پر حامل ہوتی ہیں۔ کبھی یہ خیال کہ الاہم فالاہم میں صرف کریں یعنی جس وقت جس حاجتمند کو زیادہ مناسب سمجھیں اسے دیں۔ کبھی یہ کہ سائل بکثرت آتے ہیں۔ یہ چاہتا ہے۔ کل زکوۃ ان کے لئے رکھ چھوڑے کہ وقتاً فوقتاً دیا کرے کبھی یہ کہ یکمشت دینا نفس پر بار ہے۔ اور تھوڑا تھوڑا نکلتا جائے گا۔ تو معلوم نہ ہوگا۔ جنہیں یہ خیال ہوں ان کے لئے راہ یہی ہے۔ کہ زکوۃ پیشگی دیا کریں مثلاً

ماہ مبارک رمضان ہیں ان پر حولان حول ہوتا ہے۔ تو رمضان شریف کے لئے شوال سے دینا شروع کریں اور ختم سال تک بتدریج حسب رائے و مصلحت دیتے رہیں۔ کہ اس میں ان کے مقاصد بھی حاصل ہوں گے۔ اور تدریج مذموم وممنوع سے بھی بچیں گے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲ زید کے پاس زیور ہے۔ وہ اس کی زکوٰۃ دیتا ہے۔ آئندہ کو زیور زیادہ ہو تو کس حساب سے زر زکوٰۃ زیادہ کیا جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب شریعت مطہرہ نے سونے چاندی کی نصاب پر کہ حوائج اصلیہ سے فارغ ہو خواہ وہ روپیہ اشرفی ہو یا گہنا یا برتن یا ورق یا کوئی شے حولان حول قمری کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں مقرر فرمایا ہے۔ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔ اور چاندی کی ساڑھے باون تولے پھر نصاب کے بعد جو کچھ نصاب مذکور کے پانچویں حصہ تک نہ پہونچے معاف ہے اس پر کچھ واجب نہیں۔

ہذا ہو مذہب صاحب المذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہو الصحیح کما فی التحفۃ ثم مجمع الانہر۔

جب خمس کامل ہو جائے اس پر پھر اس خمس کا چالیسواں حصہ فرض ہوگا۔ یوہیں ایک خمس سے دوسرے تک عفو اور ہر خمس کامل پر اس کا ربع عشر مثلاً ایک شخص کے پاس ۷ تولہ سونا ہے۔ اس پر ۲ ماشہ سونا زکوٰۃ میں دیتا ہے۔ اور اگر ۱۰ تولہ سے کم اس پر زائد ہے، مثلاً ایک رتی کم ۹ تولہ ہے۔ جب بھی وہی ۲، ماشہ ۲، سرخ واجب ہے۔ یہ رتی کم ۱۰، تولہ معاف ہے۔ ہاں اگر پورا ۱، ۶، ماشہ ۱، تولہ ہے۔ کہ خمس نصاب ہے۔ اور ہو تو اس کا بھی ربع عشر یعنے ۲ ۳/۵ سرخ اور واجب ہوگا۔ کل ۹ تولہ پر ۲، ماشہ ۵ ۳/۵ سرخ ہے، پھر ۱۰، تولہ پورے ہونے تک کچھ نہ بڑھے گا۔ جب ۱۰ تولہ ۶ ماشہ کامل ہو وہی ۲ ۳/۵ سرخ اور بڑھ کر ۲ ماشہ ۲ ۱/۵ سرخ واجب الادا ہوگا۔ وعلیٰ ہذا القیاس اسی طرح جس کے پاس ۵۲ تولہ چاندی ہے۔ اس پر ۱، تولہ ۳، ماشہ چاندی واجب ہے۔ اور جب تک ۱۰، تولہ چاندی کہ خمس نصاب ہے۔ نہ بڑھے یہی واجب رہے گا۔ جب ۶۳ تولہ کامل ہو

ہو جائے تو اس ۱۰ تولہ کا ۱/۴۰ یعنی ۳ ماشہ ۱/۵ ۱ سرخ اور زائد ہو کر ۱۰ تولہ ۸ ماشہ، ۱/۵ سرخ دینے ہوں گے۔ پھر ۳۰ تولہ ۶ ماشہ کے قریب تک یہی دینا ہے۔ جب ۳۲ تولہ پورے ہوں تو وہی ۱/۵ کا ۱/۴۰ اضافہ ہو کر ۱۰ تولہ ۱۰ ماشہ ۶ سرخ کا وجوب ہوگا۔ وعلیہ قس درمختار میں ہے۔

نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل والمعتبر وزنهما اداءً ووجوبًا لا قيمتهما واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا او حليا مطلقا مباح الاستعمال او لا ربع عشر وفي كل خمس بضم الخاء بحسابه ففي كل اربعين درهما درهم وفي كل اربعة مثاقيل قيراطان وما بين الخمس عفو وقالا ما زاد بحسابه وهي مسئلة الكسور اھ ملخصًا

پھر جو شخص مالک نصاب ہے۔ ہنوز حولان حول نہ ہوا کہ سال کے اندر ہی کچھ اور مال اسی نصاب کی جنس سے خواہ بذریعہ ہبہ یا میراث یا شرا یا وصیت یا کسی طرح اس کی ملک میں آیا۔ تو وہ مال بھی اصل نصاب میں شامل کرکے اصل پر سال گزرنا اس سب پر حولان حول قرار پائے گا۔ اور یہاں سونا چاندی تو مطلقًا ایک ہی جنس ہیں خواہ ان کی کوئی چیز ہو اور مال، تجارت بھی انھیں کی جنس سے گنا جائے گا۔ اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ آخر اس پر زکوٰۃ یوں ہی آتی ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگا کر انھیں کی نصاب دیکھی جاتی ہے۔ تو یہ سب مال زر و سیم ہی کی جنس سے ہیں اور وسط سال میں حاصل ہوئے تو ذہب و فضہ کے ساتھ شامل کر دیئے جائیں گے۔ بشرطیکہ اس ملانے سے کسی مال پر سال میں دو بار زکوٰۃ نہ لازم آئے پھر ملانے کے بعد عفو و ایجاب کے وہی احکام ہیں۔ جو اوپر گزرے۔ مثلاً ایک شخص یکم محرم سنہ کو ۳۰ تولے سونے کا مالک ہو اور اس کے سوا جنس زر و سیم سے اور کوئی چیز اس کی ملک نہیں تو اس پر ۹ ماشہ سونا زکوٰۃ میں فرض ہے۔ کہ سلخ ذی الحجہ سنہ کو واجب الادا ہوگا۔ ہنوز سال تمام نہ ہوا کہ مثلاً یکم رجب کو ۱ تولہ اور یکم ذی الحجہ کو دو تولہ سونا آئے اور ملا کہ اب کل ۳۲ تولے ہو گیا تو سلخ ذی الحجہ کو اس مجموع کی زکوٰۃ ۹ ماشہ، ۱/۵ سرخ سونا واجب الادا ہوگا۔ گویا اس سب پر سال گزر گیا اگرچہ واقع میں اس ایک تولے کو ہنوز چھ مہینے اور اس دو تولے

کو ایک ہی مہینہ گزرا ہے اور اگر اس تولہ بھر کے بعد ہوتا کہ سال تمام پر صرف ۲۱ تولہ تھا تو وہی ۹ ماشہ واجب رہیں گے کہ نصاب کے بعد خمس پورا ہونے تک زیادت معاف ہے اسی طرح اگر تین تولہ سونا تو نہ تھا مگر مثلاً ۲۰ ذی الحجہ کو اس نے اپنی زمین یا غلے یا اثاث البیت کے عوض اس قدر مال تجارت خریدا جس کی قیمت ۳ تولے سونے تک پہنچی تو اگرچہ اسے ملک میں آئے ابھی دس ہی دن گزرے مگر مجموع ۲۴ تولے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہاں اگر اس کے پاس مثلاً ایک نصاب بکریوں اور ایک دراہم کی تھی۔ اس نے دراہم کی زکوٰۃ ادا کر دی اور ان کے عوض اور بکریاں لیں ان نئی بکریوں کے لئے آج سے سال شمار کیا جائے گا۔ اگلی بکریوں سے ضم نہ کریں گے۔ کہ آخر یہ اسی روپے کے بدل ہیں جس کی زکوٰۃ اس سال کی بابت ادا ہو چکی اگر انہیں نصاب شاۃ میں ملاتے ہیں۔ تو ایک مال پر ایک سال میں دو بار زکوٰۃ لازم آئی جاتی ہے۔ اور یہ جائز نہیں۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے۔

المستفاد ولو بھبة او شراء او میراث او وصیة اھ ش) وسط الحول یضم الی نصاب من جنسه (ما لم یمنع منه مانع وھو الثنی المنفی بقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ولا ثنی فی الصدقة اھ ش) فیزکیه بحول الاصل ولو ادی زکوۃ نقد ثم اشتری به سائمة لا تضم الی سائمة عنده من جنس السائمة التی اشتراھا بذلك النقد المزکی ای لا یزکیھا عند تمام حول السائمة الاصلیة عند الامام للمانع المذکور اھ ش اھ بالتلخیص و فی ش ایضا احد النقدین یضم الی الاخر و عروض التجارۃ الی النقدین الجنسیة باعتبار قیمتھا بحر اھ ملخصا واللہ تعالٰی اعلم ۔

مسئلہ ۳ اگر آئندہ زیور کم ہو جائے تو کس حساب سے کمی کی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب زکوٰۃ صرف نصاب میں واجب ہوتی ہے۔ نہ عفو میں مثلاً ایک شخص آٹھ تولے سونے کا مالک ہے۔ تو ۲ ماشہ سونا کہ اس پر واجب ہوا وہ

صرف ۔ ، تولے کے مقابل ہے نہ پورے آٹھ تولے کے کہ یہ چھ ماشہ جو نصاب سے زائد ہے عفو ہے یوہیں اگر ۱۰ ، تولہ کا مالک ہو تو زکوٰۃ صرف ۹ تولہ یعنی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس کے مقابل ہے ۔ دسواں تولہ معاف ۔ ملتقی الابحر میں ہے ۔

الزکوٰۃ تتعلق بالنصاب دون العفو فلو ھلک بعد الحول اربعون من ثمانین شاۃ تجب شاۃ کاملۃ اھ ملخصا ۔

درمختار میں ہے ۔

لا فی عفو وھو ما بین النصب فی کل الاموال ۔

پس اگر نقصان مقدار عفو سے تجاوز نہ کرے یعنی اسی قدر مال کم ہو جائے جتنا عفو تھا ۔ مثلاً مثال اول میں ۶ ، ماشہ اور دوم میں ایک تولہ جب تو اصلاً قابل لحاظ نہیں کہ اس قدر پر تو پہلے بھی زکوٰۃ نہ تھی کل واجب بمقابلہ مال باقی تھا ۔ وہ اب بھی باقی ہے ۔ تو زکوٰۃ اسی قدر واجب اور کمی نظر سے ساقط لما فصل فی الملتقی اور اگر مقدار عفو سے متجاوز ہو یعنی اس کے باعث کسی نصاب میں نقصان آئے خواہ یوں کہ مال میں جس قدر عفو تھا ۔ نقصان اس سے زائد کا ہوا جیسے امثلہ مذکورہ میں دو تولے یا یوں کہ ابتدا ، مال صرف مقادیر نصاب پر تھا ۔ عفو سرے سے تھا ہی نہیں جیسے ۵ ، یا ۳۰ ، یا ۱۵۰ ، تولے سونا کہ اس میں سے رتی چاول جو کچھ گھٹے گا ۔ کسی نہ کسی نصاب میں کمی کرے گا ۔ ایسا نقصان دو حال سے خالی نہیں یا حولان حول سے پہلے ہے یا بعد بر تقدیر اول دو حال سے خالی نہیں یا تو سال تمام پر رقم انضباط سے پیشیں پھر پوری ہو گئی یا نہیں اگر پوری ہو گئی تو نقصان بھی اصلاً نقصان نہ ٹھہرے گا ۔ اور اس مجموع رقم پر حولان حول سمجھا جائے گا ۔ مثلاً ایک شخص یکم محرم ۱۳۰۰ھ کو پندرہ تولہ سونا کا مالک تھا ۔ بعدہ اس میں کسی قدر قلیل خواہ کثیر ضائع ہو گیا ۔ یا صرف کر دیا یا کسی کو دے ڈالا اور تھوڑا سا اگرچہ بہت خفیف باقی رہا پھر جس قدر کم ہو گیا تھا سلخ ذی الحجہ سے پیشتر اگرچہ ایک ہی دن پہلے پھر آ گیا تو پورے پندرہ تولہ یعنی دو نصاب کامل کی زکوٰۃ دینی ہو گی کہ ایک مثقال سونا ہے ۔ یونہیں اگر مثلاً آٹھ تولے سونے کا مالک ہے ۔ اور وسط میں تولہ بھر گھٹ گیا کہ نصاب بھی پوری نہ رہی ختم سال سے پہلے چھ سات ماشے مل گیا تو وہی زکوٰۃ تمام و کمال

لازم آئے گی۔ کہ بیچ ماشے تو عفو تھا جس طرح اس کے ہلاک کا اعتبار نہیں یوہیں بعد ہلاک اس کا موجود درکار نہیں صرف اس قدر چاہیے کہ شروع سال میں ایک یا زائد جتنی نصابوں کا مالک ہوا تھا۔ ختم سال پر وہ نصابیں پوری ہوں تو جس قدر زکوٰۃ کا وجوب بحالت استمرار ہوتا اسی قدر پوری واجب ہوگی۔ اور نقصان درمیانی پر نظر نہ کی جائے گی۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ اصل مال سے کوئی پارہ محفوظ رہے بالکل فنا نہ ہو جائے ورنہ ملک اول سے شمار سال جاتا رہے گا۔ اور جس دن ملک جدید ہوگی اس دن سے حساب کیا جائے گا۔ مثلاً یکم محرم کو مالک نصاب ہوا صفر میں سب مال سفر کر گیا۔ ربیع الاول میں پھر بہار آئی تو اسی مہینہ سے حول گنیں گے۔ حساب محرم جاتا رہا در مختار میں ہے۔

شرط کمال النصاب فی طرفی الحول فی الابتداء للانعقاد وفی الانتهاء للوجوب فلا یضر نقصانه بینهما فلو هلك کله بطل الحول ٥

رد المختار میں ہے۔

فان وجد منه شیئا قبل الحول ولو بیوم ضمه (ای الکل اسی میں ہے۔) قوله هلك کله ای فی اثناء الحول حتی لو استفاد فیه غیره استانف له حولا جدیدا

اور اگر یہ نقصان مستمر رہا یعنی ختم سال پر وہ نصابیں پوری نہ ہوئیں تو اس وقت جس قدر موجود ہے۔ اتنے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور وہی احکام حساب نصاب و لحاظ عفو کے اس قدر موجود پر جاری ہوں گے۔ جو جاتا رہا گویا تھا ہی نہیں کہ تو لان حول اسی مقدار پر ہوا حتی کہ اگر یہ مقدار نصاب سے بھی کم ہے۔ تو زکوٰۃ راساً ساقط۔

وذالك لان الحولان شرط الوجوب فاذا نقص عن النصاب لم یجب شئی والا وجب فیما حال علیه الحول ٥

حدیث میں ہے۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لازکوة فی مال حتی یحول اخرجه ابن ماجة عن ام المومنین الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها۔

حاشیہ شامی میں ہے۔

لو استھلکه قبل تمام الحول فلا زکوٰۃ علیه لعدم الشرط۔

بر تقدیر ثانی۔ یعنی جبکہ مال پر سال گزر گیا۔ اور زکوٰۃ واجب الادا ہو چکی اور ہنوز نہ دی تھی۔ کہ مال کم ہو گیا یہ تین حال سے خالی نہیں کہ سبب کمی استہلاک ہوگا۔ یا تصدق یا ہلاک استہلاک کے یہ معنی کہ اس نے اپنے فعل سے اس رقم سے کچھ اتلاف کیا صرف کر ڈالا پھینک دیا یا کسی غنی کو ہبہ کر دیا۔ اور یہاں تصدق سے یہ مراد کہ بلانیت زکوٰۃ کسی فقیر محتاج کو دیدیا اور ہلاک کے یہ معنی کہ بغیر اس کے فعل ضائع و تلف ہو گیا مثلاً چوری ہو گئی یا زر و زیور کسی کو قرض و عاریت دیا۔ وہ منکر گیا اور گواہ نہیں یا مر گیا۔ اور ترکہ نہیں یا مال کسی فقیر پر دین تھا۔ مدیون محتاج کو ابرا کر دیا کہ یہ بھی حکم ہلاک میں ہے

اب صورت اولیٰ۔ یعنی استہلاک میں جس قدر زکوٰۃ سال تمام پر واجب ہوئی تھی۔ اس میں سے ایک حبہ نہ گھٹے گا۔ یہاں تک کہ اگر سارا مال صرف کر دے اور بالکل نادار محض ہو جائے تاہم قرض زکوٰۃ بدستور ہے۔ سراجیہ و نہایہ وغیرہما میں ہے۔

لو استھلك النصاب لا یسقط۔

نہر الفائق و حاشیہ طحطاوی میں ہے۔

لو وھب النصاب لغنی بعد الوجوب ضمن الواجب و ھو اصح الروایتین ٥

محیط سرخسی و عالمگیری میں ہے۔

فی روایة الجامع یضمن قدر زکوٰۃ و ھو الاصح۔

اور صورت ثانیہ۔ یعنی تصدق میں اگر نذر یا کفارے یا کسی اور صدقہ واجبہ کی نیت کی تو بالاتفاق اس کا حکم بھی مثل استہلاک ہے۔ یعنی زکوٰۃ سے کچھ ساقط نہ ہوگا۔ جو باقی رہا سب کی زکوٰۃ لازم آئے گی در مختار میں ہے۔

اذا نوی نذرا او واجبا اخر یصح و یضمن الزکوٰۃ۔

اور اگر تطوع یا مطلق تصدق کی نیت تھی۔ اور سب تصدق کر دے تو بالاتفاق زکوٰۃ، ساقط ہو گئی۔ ہندیہ میں ہے۔

من تصدق بجمیع نصابه ولا ینوی الزکوٰة سقط فرضها عنه وهذا استحسان

کذا فی الزاهدی ولا فرق بین ان ینوی النفل اولم تحضره النیة۔

اور اگر بعض تصدق کرے تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس قدر تصدق کیا اس کی زکاۃ ساقط اور باقی کی لازم مثلاً دو سو درم پر حولان حول ہوگیا اور زکوٰۃ کے پانچ درم واجب ہوئے اب اس نے سو درم اللہ دیدیئے تو ان سو کی زکوٰۃ یعنی ڈھائی درم ساقط ہوگئی صرف ڈھائی درم لازم ہے۔

وهو روایة عن صاحب المذهب رضی اللہ تعالیٰ عنه کما فی الزاهدی والهندیة وغیرهما وعن الامام ابی یوسف ایضاً کما فی القهستانی عن الخزانة ۰

قلت: وبه جزم القدوری فی مختصره والسمعانی فی خزانة المفتین عن شرح الطحاوی والطحاوی الاکمل بروایات الامام محمد فی هذه المسئلة قال الطحطاوی عن ابی السعود عن شیخه ان هذا کالصریح بالحجیة اھ وقد نص فی القهستانی والهندیة ازین عن الزاهدی انه الاشبه۔

مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بعض کا تصدق مطلقاً مثل ہلاک ہے کہ کسی نیت سے ہو اصلاً زکوٰۃ سے کچھ نہ گھٹے گا۔ تو صورت مذکورہ میں اگرچہ سو روپیہ خیرات کردے زکوٰۃ کے پانچوں درم بدستور واجب رہے۔ یہ مذہب زیادہ قوی و مقبول و شایان قبول ہے۔

اقول: فقد اعتمده عامة المتون کالوقایة والنقایة والکنز والاصلاح والملتقی والتنویر وغیرها حتی لم یعرض کثیر منهم لخلافه اصلاً وقررتهم علیه الشروح کذخیرة العقبیٰ والبرجندی وتبیین الحقائق والایضاح ومجمع الانهر والدر المختار وغیرها وقدمه قاضی خان وابراهیم الحلبی فی متنه وهما لا یقدمان الا الاظهر الاشهر الارجح کما نصا علیه فی خطب الکتابین وکذا قدمه فی الخلاصة ومعلوم ان التقدیم یشعر بالترجیح کما فی کتاب الشرکة من الغایة والنهر والدر المختار وآخر

دیله فی الهدایه[15] وهولا یؤخر الادیل ما هوالمختار عنده لیکون جوابًا عن دلیل ماتقدم واقره علی هذه الاشارة المحقق[16] فی الفتح وکذا ذکر الزیلعی فی التبیین دلیل القولین وشید دلیل ابی یوسف واجاب عن دلیل محمد ونسب فی الایضاح والملتقی والدر المختار الخلاف لمحمد وهو تضعیف له کما عرف من محاوراتهم واقر الدر علی ذلک الشامی[17] وقواه ببعض ماذکرناهنا وهو صنیع الملتقی وتقدیم قاضی خان وتاخیر الهدایة فقد نرجح هذا اه۔

اولاً:۔ بتظافر عامة المتون علیه۔

وثانیاً۔ بجلالة شان من اعتمده واقره کالامام فقیه النفس الذی قالوافیه انه لا یعدل عن تصحیحه والامام المحقق صاحب الهدایة وعصریهما الامام صاحب الخلاصة والامام النسفی صاحب الکنز فالامام برهان الدین محمود وحفیده الامام صدر الشریعة والامام المحقق حیث اطلق والامام الفخر الزیلعی والعلامة ابن کمال الوزیر وهم جمیعًا من ائمة الاجتهاد بوجه اقر لهم بذلک علماء معتمدون ولا کذلک من عدلنا فی القول الاول الا القدوری وشارح الطحاوی اما السمعانی فلم ار من اعترف له بذلک وابو السعود هذا لیس هو الامام المحقق علامة الوجود خاتمة المجتهدین محمد افندی فی البیانات فانه متقدم علی صاحب البحر المقدم علی الشرنبلالی السابق علی السید ابی السعود هذا المتکلم علی کتب الشرنبلالی تحشیا وتعلیقا فتصحیح هؤلاء الجلة ولو التزاما لایقاومه قول المرجوح المطروح ان غیره اشبه ثم ما فیهم وفی من تبعهم من اعاظم المتاخرین من الکثرة کما علمت یقضی بترجیحه فانما العمل بما علیه الاکثر کما فی العقود الدریة وغیرها۔

وثالثا:۔ بقوة دلیله کما یظهر بمراجعة التبیین وغیره۔

ورابعًا ان فرض تساوی القولین من جهة الترجیح فیترجح هذا بانه قول ابی یوسف کما عرف ذالک فی رسم المفتی۔

وخامسًا بانه الاحوط فان فیه الخروج عن العهدة بیقین۔

وسادسًا بانه الانفع للفقراء وقد علم ان للعلماء بذلک اعتناء عظیمًا فی الزکوٰة والاوقاف هذا ما ظهر لی فانظر ماذا تری واللہ تعالیٰ اعلم۔

صورت ثالثہ۔ یعنی ہلاک اس میں بالاتفاق کم یا بہت جس قدر تلف ہو بحساب اربعۂ متناسبہ اتنے کی زکوٰۃ ساقط ہوگی اور جتنا باقی رہے اگرچہ نصاب سے بھی کم اُتنے کی زکوٰۃ باقی مثلاً دوسو بیس ۲۲۰ درم شرعی کا مالک تھا۔ حولان حول کے بعد ۵ درم واجب الادا ہوئے ابھی نہ دیئے تھے۔ کہ ۴۰ درہم ہلاک ہوگئے تو اب نیم درم ساقط اور ۴ واجب کہ ۲۰ تو عفو تھے جن کے مقابل زکوٰۃ سے کچھ نہ تھا۔ وہ تو بیکار گئے نصاب میں سے صرف ۲۰ گھٹے وہ نصاب کی عشر ہیں۔ تو زکوٰۃ کا بھی دسواں حصہ یعنی آدھا درم ساقط ہوگا۔ باقی باقی یا یوں دیکھ لیا کہ نصاب سے ۲۰ ہلاک ہوئے ہیں۔ ان کا ۱/۴۰ نیم درہم ہے۔ اُتنی قدر ساقط ہوگیا۔ یا یوں خیال کرلیا کہ ایک سو اسی باقی ہیں۔ ان کا ۱/۴۰ ساڑھے چار ہیں۔ اسی قدر واجب رہا تینوں کا حاصل ایک ہے۔ اور اگر صورت مذکورہ میں ۲۱ درم ضائع ہوئے ہیں۔ تو زکوٰۃ سے درم کا صرف بیسواں حصہ کہ کل واجب کا نصف عشر یعنی ۱/۴۰ ہے۔ ساقط ہوگا۔ باقی ۴ $\frac{19}{21}$ واجب کہ نصاب سے فقط ایک درم ہلاک ہوا ہے یہ نصاب کا ۱/۲۰۰ تھا۔ اور اگر ۲۱۹ تلف ہوئے تو درم کا فقط ۱/۴۰ دینا آئے گا۔ باقی ساقط کہ اسی حساب سے حصہ نصاب باقی ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس درمختار میں ہے۔

لا شئی فی عفو ولافی هالک بعد وجوبها لتعلقها بالعین لا بالذمة وان هلک بعضه سقط حظه ویصرف الهالک الی العفو اولا ثم الی نصاب یلیه ثم وثم بخلاف المستهلک لوجود التعدی والتوی بعد القرض والاعارة هلاک اه ملتقطاً۔

ردالمحتار میں ہے۔

والتوی فهنا ان یجحد ولا بینة علیه او یموت المستقرض لا عن ترکة
اسی میں ہے ۔ من الاستهلاک ما لو ابراه مدیونه الموسر بخلاف المعسر اه

اقول وما اشار الیه فی الدر من الترتیب فی الصرف الی النصب فهو مذهب سیدنا الامام الاعظم رضی الله تعالی عنه خلافا للامام ابی یوسف رحمه الله تعالی فانه یصرف الهالک بعد العفو الی جمیع النصب شائعا ولکنی لم ار من یذکره هنا لان الکلام فی الذهب والفضة وفیهما لا ثمرة لهذا لعدم تفاوت نصیبها فی الواجب اصلا فانه ربع العشر علی الاطلاق وانما تظهر فی السوائم لما لاختلاف الواجب فیها باختلاف النصب فقد یکون شاة وتارة بنت مخاض واخری بنت لبون وهکذا فمن ملک ستة وثلثین من الابل فهلک احدی عشرة فالواجب عند الامام بنت مخاض وعند الثانی ٢٥/٣٦ بنت لبون ای خمسة و عشرون جزءا من ستة وثلثین جزء من اجزاء بنت لبون واما لانعدام المثلیة فیتصور تفاوت الحسابین کمن ملک مائتی شاة وشاة لوجب ثلث شیاه هلکت منها ثمانون فالواجب عند الامام شاتان صرفا للهلاک الی اقرب النصب وعند ابی یوسف ١٣١/٢٠١ ثلث شیاه ای مائة واحد وعشرون جزء من مائتی اجزاء وجزء من ثلث شیاه ولا یجب ان یکون هذا مثل شاتین ویظهر ذلک عند التقویم فان دفع القیمة جائز فی الزکوة قطعا فلنفرض ان شاة بسبعة وستین قرشا فقیمة الواجب عند الامام ١٣٤ قرشا وعند ابی یوسف ١٢١ وهکذا اما هٰهنا فالتعیین والشیوع سواء بلا تفاوت اصلا فان من ملک مثلا ٣٠ مثقالا من ذهب فالواجب مثقال وقیراطان لان کل مثقال عشرون قیراطا فاذا هلک ٢٢ مثقالا وبقی ٢٠ فالواجب علی طریقة الامام نصف مثقال وعلی طریقة ابی یوسف ٥/١١ ای خمسة اجزاء من احد عشر جزءا من اجزاء مثقال وقیراطین

فاذا جنسنا حصل ٢٢ قيراطا فحصتها المذكورة عشرة قراريط و ذلك نصف مثقال وكذا اذا ملك ٨ اتولجة من ذهب وهونصاب وخمسان فالواجب ٥ ماشه ٣ $\frac{١}{٥}$ سرخ فاذا هلك ٣ تولجات مثلا بقی نصابان فالواجب على طريقة الامام ٤ ماشہ ٣ سرخ وعلى طريقة ابي يوسف $\frac{٥}{٨}$ من الواجب الاول فاذا جعلنا الكل اخماس حبة كانت ٢١٦ خمسا ناخذ منها $\frac{٥}{٨}$ يحصل ٨٠ اخمسا وهو ٤ ماشه ٣ سرخ سواءً بسواءٍ وان شككت فانظر الى هذا العمل (ماشه ٤) ١٣٦ | ٨٠ | $\frac{٥}{٨}$ | ٣٦ (٣) ٢١٦ | ٦ | $\frac{١٣٢}{٥}$

ثم اعلم ان ابراء المديون الغنی ايضا قد يكون هلاكا وذلك اذا كان الدين ضعيفا وهو الذی ليس فی مقابلة ٤ سرخ مال كالمهر وبالدية وبدل الخلع وتمام الكلام فی ردالمحتار والله سبحانه وتعالى اعلم۔

مسئلہ سادات محتاجین کو زرزکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں بہت سادات محتاج ایسے ملتے ہیں۔ کہ خود مانگتے ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ علمائے رام پور نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ مگر میں نے اب تک یہ جرأت نہ کی اس بارے میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب زکوٰۃ سادات کرام و سائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلٰثہ بلکہ ائمۂ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ میزان میں فرماتے ہیں۔

اتفق الائمة الاربعة على تحريم الصدقة المفروضة على بنی هاشم وبنی عبد المطلب وهم خمس بطون ال علی وال العباس وال جعفر وال عقيل وال الحارث بن عبد المطلب هذا من مسائل الاجماع والاتفاق اه ملخصا۔

اول تا آخر تمام متون مذہب قاطبہ بے شذوذ شاذ و عامہ شروح معتمدہ وفتاوائے

مستندہ اس حکم پر ناطق اور خود حضور پرنور سید السادات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس باب میں وارد اس وقت جہاں تک فقیر کی نظر ہے بیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم نے اس مضمون کی حدیثیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیں حضرت سیدنا امام حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالے عنہ روی عنہ احمد والبخاری ومسلم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ روی احمد وابن حبان برجال ثقات حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما روی الامام الطحاوی والحاکم وابونعیم وابن سعد فی الطبقات وابوعبید القاسم بن سلام فی کتاب الاموال وروی عنہ الطحاوی حدیثا اخر والطبرانی حدیثا ثالثا حضرت عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالے عنہ روی عنہ احمد ومسلم والنسائی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالے عنہ روی عنہ ابن حبان والطحاوی والحاکم وابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ روی عنہ الشیخان ولہ عند الطحاوی حدیثان اخران حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ روی عنہ البخاری ومسلم ولہ عند الطحاوی حدیث اخر حضرت معاویہ بن حیدہ قشیرہ رضی اللہ تعالے عنہ روی عنہ الترمذی والنسائی ولہ عند الطحاوی حدیث اخر حضرت ابو رافع مولٰی رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم روی عنہ احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی والطحاوی وابن حبان وابن خزیمۃ والحاکم حضرت ہرمز یا کیسان مولٰی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم روی عنہ احمد والطحاوی حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ روی عنہ اسحٰق بن راہویہ وابو یعلی الموصلی والطحاوی والبزاز والحاکم حضرت ابو لیلی رضی اللہ تعالے عنہ حضرت ابوعمیرہ رشید بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ روی عنہما الطحاوی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما حضرت عبد الرحمن بن علقمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یقال صحابی حضرت عبد الرحمن بن ابی عقیل رضی اللہ تعالے عنہ علق عن الثلاثۃ الترمذی حضرت ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما روی عنہا الستۃ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا روی عنہا احمد ومسلم حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روی عنہا احمد والبخاری ومسلم اور بیشک اس تحریم کی علت ان حضرات عالیہ کی عزت وکرامت ونظافت

وطہارت کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے۔ اور گناہوں کا دھوون اس ستھری نسل والوں کے قابل نہیں خود حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اس تعلیل کی تصریح فرمائی۔

کمافی حدیث المطلب عند مسلم وابن عباس عند الطبرانی وعلی المرتضیٰ عند الطحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اسی طرح عامہ علماء مثل امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار اور امام شمس الائمہ سرخسی محیط اور امام صدر شہید شرح جامع صغیر اور امام برہان الدین فرغانی ہدایہ اور امام حافظ الدین نسفی کافی اور امام فخر الدین زیلعی تبیین اور امام سمعانی خزانۃ المفتین اور علامہ یوسف چلپی ذخیرۃ العقبی اور محقق غزی منح الغفار اور مدقق علائی در مختار اور فاضل رومی مجمع الانہر اور سید حموی، غمز العیون اور ان کے غیر ان کے غیر میں اس حکم کی یہی علت بیان فرماتے ہیں اور شک نہیں کہ یہ علت تغیر زمانہ سے متغیر نہیں ہو سکتی تو دائما ابدا بقائے حکم میں کوئی شبہ نہیں یہاں تک کہ جمہور علماء کرام مثل امام ابو الحسن کرخی و امام ابوبکر جصاص و امام حسام الدین عمر صدر شہید و امام علی بن ابی بکر مرغینانی صاحب ہدایہ و امام طاہر بخاری صاحب خلاصہ و امام سغناقی صاحب نہایہ و امام نسفی صاحب کافی امام زیلعی شارح کنز و امام حسین بن محمد صاحب خزانہ و امام ہمام محمد بن الہمام صاحب فتح و علامہ اتقانی صاحب غایۃ البیان و علامہ برجندی شارح نقایہ و علامہ زین بن نجیم صاحب اشباہ و بحر و علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر و علامہ ابراہیم حلبی صاحب ملتقی و علامہ محمد حصکفی صاحب در مختار و مصنفان اختیار شرح مختار و فتاوی ہندیہ وغیرہم رحمۃ اللہ تعالے علیہم بنی ہاشم کو مال زکوٰۃ سے عمل صدقات کی اجرت لینا ناجائز ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ یہ اغنیا کے لئے بھی روا کہ من کل الوجوہ زکوٰۃ نہیں مگر آخر شبہ زکوٰۃ ہے اور بنی ہاشم کی جلالت شان شبہہ لوث سے بھی براءت کی شایاں۔ تبیین الحقائق میں ہے۔

استحقہ عمالۃ الا ان فیہ شبہۃ بدلیل سقوط الزکوٰۃ عن ارباب الاموال فلا یحل للعامل الہاشمی تنزیہا لقرابۃ النبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم عن شبہۃ الوسخ وتحل للغنی لانہ لا یوازی الہاشمی فی استحقاق الکرامۃ فلا تعتبر الشبہۃ فی حقہم اھ ملخصا۔

محیط و بحر و درر وغیرہا میں ہے زکوٰۃ ہاشمی کے غلام مکاتب کو بھی جائز نہیں حالانکہ مکاتب اغنیاء کے لئے حلال اور وجہ وہی کہ ملک مکاتب من وجہ ملک مولیٰ ہے۔ اور یہاں شبہہ مثل حقیقت ردالمحتار میں ہے۔

فی البحر عن المحیط وقد قالوا انہ لایجوز لمکاتب ھاشمی لان الملک یقع للمولی من وجہ والشبھۃ ملحقۃ بالحقیقۃ فی حقھم اھ ای ان المکاتب وان صار حرا یدا حتی یملک مایدفع الیہ لکنہ مملوک رقبۃ ففیہ شبھۃ وقوع الملک لمولاہ الھاشمی والشبھۃ معتبرۃ لکرامتہ بخلاف الغنی کما مر فی العامل فلذا قیدہ بقولہ فی حق بنی ھاشم اھ

بالجملہ۔ جب حدیث وہ اور فقہ یہ پھر خلاف کی طرف راہ کہاں اب جو صاحب جواز پر فتویٰ دیں ان کا منشا غلط ایک مقدوح و مرجوح و مجروح و مطروح روایت ہے۔ جو ابوعصمہ نوح بن ابی مریم جامع نے امام رضی اللہ عنہ سے حکایت کی کہ ہمارے زمانے میں بنی ہاشم کو زکوٰۃ روا ہے۔ کہ بسبب حرمت مال غنیمت سے خمس خمس ملتا تھا۔ اب کہ وہ نہیں ملتا زکوٰۃ نے عود کیا۔

اقول۔ یہ حکایت نہ روایۃً صحیح نہ درایۃً نجیح ہم ابھی بیان کر آئے کہ علت حرمت بنص صریح صاحب شرع صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وتصریحات متنظافرہ حاملان شرع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کثافت صدقات و نظافت سادات یعنی بنی ہاشم ہے اور وہ تبدل زمانہ سے متبدل نہیں ہو سکتی اور رجو دلیل اس ضعیف قبیل پر بیان میں آئی فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس کی کامل ناتمامی اپنے فتاوای یکم جمادی الاول ۱۳۰۷ھ مندرجہ مجموعہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں بحمد اللہ تعالیٰ روشن بیانوں سے واضح کردی اور اسی میں اٹھارہ دلائل ساطعہ قائم کئے کہ امام اجل ابوجعفر طحاوی قدس سرہ کی طرف اس روایت مرجوحہ کے اخذ و اختیار کی نسبت ہیں بڑا دھوکا واقع ہوا جن میں سترہ خود کلام امام ممدوح کی شہادتیں ہیں۔ بلکہ وہ بلاشبہ اسی مذہب حق و ظاہر الروایۃ کو بھذا ناخذ فرماتے اور معتمد و مفتی بہ ٹھہراتے ہیں۔ ایک سہل سی عام فہم بات یہ ہے۔ کہ وہی امام ممدوح اپنی اسی کتاب شرح معانی الآثار کی اسی کتاب باب آئی بحث

ہیں جہاں ان سے اس ترجیح معکوس کا وقوع بتایا جاتا ہے۔ خاص اسی بحث انا خذ سے متصل صاف صریح تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بنی ہاشم کے غلام تو غلام موالی پر بھی زکوٰۃ حرام فرماتے ہیں۔ ہمارے ائمہ سے اس کا خلاف معلوم نہیں۔ سبحان اللہ جب ان کے نزدیک خود بنی ہاشم کے لئے زکوٰۃ حلال تھی تو ان کے غلاموں پر حرام ماننا کیونکر معقول تھا۔ طرفہ یہ کہ یہیں امام طحاوی نے اس مذہب کو اختیار فرمایا ہے۔ کہ بنی ہاشم پر نہ صرف زکوٰۃ وصدقات واجبہ بلکہ صدقہ نافلہ بھی حرام ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ ہمارے ائمہ ثلثہ رضی اللہ تعالے عنہم کا یہی قول ہے۔ پھر انہیں، قائل جواز ماننا کیسا سخت قول بالمحال ہے۔ جسے اس مطلب جلیل کی تنقیح جمیل پر اطلاع منظور ہو فتاوای فقیر کی طرف رجوع کرے اور جب یقیناً معلوم کہ روایت شاذہ مذہب اجماعی ائمہ ثلثہ کے خلاف واقع اور تمام متون کا اس کے خلاف پر اجماع قاطع اور سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی احادیث متواترہ اس کی دافع اور دلیل ودرایت میں بھی اس کا حصہ محض ذاہب وضائع اور فتوی امام طحاوی یقیناً جانب ظاہر الروایۃ راجع تو اس پر فتوی دینا قطعاً مردود جس سے شرح مطہر جزماً مانع۔ کون نہیں جانتا کہ اطباق متون کی کیسی شان جلیل ہے۔ جس کے سبب بارہا محققین نے جانب خلاف کی صریح تصحیحوں کو قبول نہ کیا نہ کہ اس طرف تصحیح وترجیح کا نام بھی نہ ہو نہ کہ صراحۃً امام مجتہد نے اسی جانب پر فتوی دیا ہو بایں ہمہ اسے چھوڑ کر ادھر جانا کس قدر موجب عجب شدید ہے۔ درمختار میں ہے۔

قال فی الخانیۃ وعلیہ الفتوی لکن المتون علی الاول فعلیہ المعول۔

کون نہیں جانتا کہ ہنگام اختلاف ظاہر الروایۃ ہی مرجح ہے۔ اگرچہ دونوں مذیل بفتوی ہوں۔ بحر الرائق میں ہے۔

اذا اختلف التصحیح وجب الفحص عن ظاہر الروایۃ والرجوع الیہا۔

علماء فرماتے ہیں۔ جو کچھ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے ہمارے ائمہ کا مذہب نہیں۔ ردالمحتار کتاب احیاء الموات میں ہے۔

ماخالف ظاہر الروایۃ لیس مذہباً لاصحابنا۔

پھر جبکہ خاص اسی طرف فتوی ہوا اور اس جانب کچھ نہیں تو ادھر چلنا روشن نفسی سے

کتنا بعید ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قوت دلیل کس قدر موجب تعویل یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں۔

لا یعدل عن درایۃ وافقہا روایۃ کما فی الغنیۃ شرح المنیۃ ورد المحتار وغیرہما۔

اس تنکیر روایت پر نظر کیجئے اور مسئلہ سخن فیہ کی حالت دیکھئے جب روایت کی موافقت مانع عدول تو ماہی الروایۃ کا خلاف کیونکر مقبول پھر اس طرف احادیث متواترہ ان سب کے علاوہ جن کی صحت پر ایسا یقین کہ گویا بگوش خویش کلام اقدس حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سن رہے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان وجوہ کے بعد بھی وہ روایت قبول تو قبول التفات کے قابل ٹھہرے لاجرم ملاحظہ کیجئے کہ بکثرت علمائے اصحاب متون وشروح وفتاویٰ اپنے تصانیف عظیمہ جلیلہ معتمدہ مثل قدوری[1] وبدایہ[2]۔ ووافی[3]۔ وکنز[4]۔ ووقایہ[5]۔ ونقایہ[6]۔ واصلاح[7]۔ وملتقی[8]۔ وتنویر[9] وہدایہ[10]۔ ووقایہ[11]۔ وکافی[12]۔ والیضاح[13]۔ واشباہ[14]۔ ودر مختار[15]۔ وطریقہ محمدیہ[16]۔ وحدیقہ ندیہ[17] وخانیہ[18]۔ وخلاصہ[19]۔ وخزانۃ المفتین[20]۔ وجواہر اخلاطی[21]۔ وعلمگیری[22] وغیرہا میں اس روایت کا نام تک زبان پر نہ لائے اور طبقۃ فطبقۃ منع وتحریم کی روشن تصریحیں کرتے آئے کیا وہ اس روایت شاذہ سے آگاہ نہ تھے۔ یقیناً تھے۔ مگر اسے قابل التفات نہ سمجھے اور بیشک وہ اسی قابل تھی۔ یہ بائیس[22] عبارتیں اور ستائیس حدیثیں جن کی طرف فقیر نے اس تحریر میں اشارہ کیا بحمد اللہ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں۔ سب کی نقل سے بخوف تطویل دست کشی کی۔

بالجملہ۔ اصلا محل شک وارتیاب نہیں کہ سادات کرام وبنی ہاشم پر زکوۃ یقیناً حرام نہ انھیں لینا جائز نہ دینا جائز نہ ان کے دیئے زکوۃ ادا ہو تو اس میں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں اور اس کے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط وباطل اور جیلہ صحت بلکہ قابلیت اغماض سے عاری وعاطل کیا معلوم نہیں کہ علمائے کرام نے ایسے فتوے کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کئے ہیں۔ درمختار میں ہے۔

الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق الاجماع اھ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رہا یہ کہ پھر اس زمانہ پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مواسات کیونکر۔

اقول:۔ بڑے مال والے اگر اپنے خاص مالوں سے بطور ہدیہ ان حضرات علیہ کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتی ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماوا نہ ملے گا۔ کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انہیں کے صدقے میں انہیں کے سرکار سے عطا ہوا جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں۔ ان کی خوشنودی کے لئے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کا ایک حصہ صرف کیا کریں گے۔ کہ اس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے بھاری انعاموں عظیم اکراموں سے مشرف ہوں۔ ابن عساکر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی رسول اللہ صلے تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من صنع الی اہلبیتی یداً کافاتہ علیہا یوم القیامۃ۔

جو میری اہلبیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا۔ میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔ خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من صنع صنیعۃ الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلی مکافاتہ اذا لقینی

جو شخص اولاد عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے۔ جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا اللہ اکبر اللہ اکبر قیامت کا دن وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سا صاحب التاج خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیا کچھ نہال فرما دیں ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دوجہاں کو بس ہے۔ بلکہ خود یہی صلہ کروروں صلے سے اعلیٰ و انفس ہے۔ جس کی طرف کلمہ کریمہ اذا لقینی اشارہ فرماتا ہے۔ بلفظ اذا تعبیر فرمانا بحمد اللہ روز قیامت وعدۂ وصال و دیدار محبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے۔ مسلمانو اور کیا درکار ہے دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو وباللہ التوفیق اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے۔ کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے مال زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیت زکوٰۃ

دے کر مالک کردے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کردو اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمت سید کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا ذخیرہ وہندیہ میں ہے۔

اذا اراد ان یکفن میتا من زکوٰۃ مالہ لا یجوز والحیلۃ ان یتصدق بھا علی فقیر من اھل المیت ثم ھو یکفن بہ فیکون لہ ثواب الصدقۃ ولاھل المیت ثواب التکفین وکذلک فی جمیع ابواب البر کعمارۃ المساجد وبناء القناطیر الحیلۃ ان یتصدق بمقدار زکوٰتہ علی فقیر ثم یامرہ بالصرف الی ھذہ الوجوہ فیکون للمتصدق ثواب الصدقۃ وللفقیر ثواب بناء المسجد والقنطرۃ اھ ملخصا۔

اقول ۔ ویظھر لی ان ثواب تلک القرب لھما جمیعا لان من دل علی خیر کان کفاعلہ وقد تواتر عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی نظائرہ تکامل الثواب لکل شریک فی الخیرات لا تنقص الشرکۃ من اجورھم شیئا فھذا الذی حدانی علی الجزم بما سمعت ثم رأیت فی الدر المختار حیلۃ التکفین بھا التصدق علی الفقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما اھ قال الشامی ای ثواب الزکوٰۃ للمزکی وثواب التکفین للفقیر وقد یقال ان ثواب التکفین یثبت للمزکی ایضا لان الدال علی الخیر کفاعلہ وان اختلف الثواب کما وکیفا قلت واخرج السیوطی فی الجامع الصغیر لو مرت الصدقۃ علی یدی مائۃ لکان لھم من الاجر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجرہ شیئ اھ فھذا عین ما بحثت وللہ الحمد۔

مگر اس میں وقت اتنی ہے کہ اگر اس نے نہ مانا تو اسے کوئی راہ جبر کی نہیں کہ آخر وہ مالک مستقل ہو چکا اسے اختیار ہے چاہے دے یا نہ دے۔ درمختار میں ہے۔

الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ھذہ الاشیاء وھل لہ ان یخالف امرہ لم ارہ والظاہر نعم۔

ردالمحتار میں ہے۔

ابحثہ صاحب النھر وقال لانہ مقتضی صحۃ التملیک قال الرحمتی والظاھر انہ لاشبھۃ فیہ لانہ ملکہ ایاہ عن زکوۃ مالہ وشرط علیہ شرطا فاسدا والھبۃ والصدقۃ لاتفسدان بالشرط الفاسد۔

لہٰذا فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کے نزدیک اس کا بے خلش طریقہ یہ ہے کہ مثلاً مال زکوٰۃ سے بیس ۲۰ روپے سید کی نذر یا مسجد میں صرف کیا چاہتا ہے۔ کسی فقیر عاقل بالغ مصرف زکوٰۃ کو کوئی کپڑا مثلاً ٹوپی یا سیر سوا سیر غلہ دکھائے کہ یہ ہم تمہیں دیتے ہیں۔ مگر مفت نہ دیں گے بیس ۲۰ روپے کو بیچیں گے۔ یہ روپے تمہیں ہم اپنے پاس سے دیں گے کہ ہمارے مطالبہ میں واپس کر دو وہ خواہی نخواہی راضی ہو جائے گا۔ جانے گا۔ کہ مجھے تو یہ چیز یعنی کپڑا یا غلہ مفت ہی ہاتھ آئے گا اب بیع شرعی کر کے بیس روپے بہ نیت زکوٰۃ اسے دے۔ جب وہ قابض ہو جائے اپنے مطالبہ ثمن میں لے لے اول تو وہ خود ہی دے دیگا۔ کہ سرے سے اسے ان روپوں کے اپنے پاس رہنے کی امید ہی نہ تھی۔ کہ وہ گرد سے جاتا سمجھے اسے تو صرف اس کپڑے یا غلے کی امید تھی وہ حاصل ہے تو انکار نہ کرے گا۔ اور کرے بھی تو یہ جبراً چھین لے کہ وہ اس قدر میں اس کا مدیون ہے۔ اور دائن جب اپنے دین کی جنس سے مال مدیون پائے تو بالاتفاق بلے اس کی رضا مندی کے لے سکتا ہے۔ اب یہ روپے لے کر بطور خود نذر سید یا بنائے مسجد میں صرف کر دے کہ دونوں مرادیں حاصل ہیں۔ درمختار میں ہے۔

یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یاخذھا من دینہ ولو امتنع المدیون مدید و اخذھا لکونہ ظفر بجنس حقہ اھ۔

اور فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اس مصرف زکوٰۃ کے عاقل بالغ ہونے کی شرط اس لئے لگائی کہ اس کے ساتھ یہ غبن فاحش کی مبایعت بالا تکلف روا ہو اور کپڑے غلے کی تخصیص اس لئے کی کہ اگر کچھ پیسے بعوض روپوں کے بیچنا چاہے گا۔ تو ظاہر مفاد جامع صغیر پر تقابض البدلین شرط ہوگا۔ وہ یہاں حاصل نہیں اگرچہ روایت اصل پر ایک ہی جانب کا قبضہ کافی اور اکثر علماء اسی طرف ہیں۔ اور یہی قول منقح کما بیناہ فی ہموع من فتاوانا

بَلْ حققنا فیما ان لا دلالۃ لکلام الجامع الصغیر ایضاً علی اشتراط التقابض وان لمن العلامۃ الشامی۔ بہر حال حتی الوسع محل خلاف سے بچنا احسن اور زر زکوٰۃ پر اس کا قبضہ کرا کر اپنے مطالبے میں لینے کی قید اس لئے کہ کوئی صدقہ بے قبضہ تمام نہیں ہوتا۔ کما نص علیہ العلماء اور یہ تو پہلے بیان میں آچکا کہ اغنیائے کثیر المال شکر نعمت بجا لائیں، ہزاروں روپے فضول خواہش یا دنیوی آسائش یا ظاہری آرائش میں اٹھانے والے مصارف خیر میں ان حیلوں کی آڑ نہ لیں۔ متوسط الحال بھی ایسی ہی ضرورتوں کی غرض سے خالص خدا ہی کے کام میں صرف کرنے کے لئے ان طریقوں پر اقدام کریں نہ یہ کہ معاذ اللہ ان کے ذریعہ سے ادائے زکوٰۃ کا نام کر کے روپے اپنے خرد برد میں لائیں کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا یکسر ابطال ہے۔ تو گویا اس کا برتنا اپنے رب عز وجل کو فریب دینا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح نسأله تعالٰی ان یصلح اعمالنا و یحصل آمالنا والحمد للہ رب العالمین واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۵

زکوٰۃ کن مصارف میں دینا جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مصرف زکوٰۃ ہر مسلمان حاجت مند ہے جسے اپنے مال مملوک سے مقدار نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ پر دسترس نہیں بشرطیکہ نہ ہاشمی ہو[1] نہ اپنا[2] شوہر نہ اپنی عورت[3] اگرچہ طلاق مغلظہ دے دی ہو۔ جب تک عدت سے باہر نہ آئے نہ وہ[4] جو اپنی اولاد میں ہے۔ جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی نہ وہ[5] جن کی اولاد میں یہ ہے جیسے ماں باپ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ اگرچہ یہ اصلی و فرعی رشتے عیاذاً باللہ بذریعہ زنا ہوں نہ اپنا[6] یا ان پانچوں[7] قسم[8] میں کسی[9] کا مملوک[10] اگرچہ مکاتب ہو نہ کسی غنی[12] کا غلام غیر مکاتب نہ مرد غنی[13] کا نابالغ بچہ نہ ہاشمی[14] کا آزاد بندہ اور مسلمان حاجت مند کہنے سے کافر[15] و غنی[16] پہلے ہی خارج ہو چکے۔ یہ سولہ شخص ہیں جنہیں زکوٰۃ دینی جائز نہیں ان کے سوا سب کو روا مثلاً ہاشمیہ بلکہ فاطمہ عورت کا بیٹا جبکہ باپ ہاشمی نہ ہو کہ شرع میں نسب باپ سے ہے

بعض متہورین کہ ماں کے سیدانی ہونے سے سید بن بیٹھتے ہیں اور باوجود تفہیم اس پر اصرار کرتے ہیں۔ بحکم حدیث صحیح مستحق لعنت الٰہی ہوتے ہیں۔ والعیاذ باللہ وقد اوضحنا ذلک فی فتاوانا۔ اسی طرح غیر ہاشمی[2] کا آزاد شدہ بندہ اگرچہ خود اپنا ہی ہو یا آپ[3] کے اور اپنے اصول و فروع و زوج و زوجہ و ہاشمی کے علاوہ کسی غنی کا مکاتب یا زن غنیہ[4] کا نابالغ بچہ اگرچہ یتیم ہو یا اپنے بہن[5] بھائی[6] چچا[7] پھوپھی[8] خالہ[9] ماموں[10]۔ بلکہ انھیں دینے میں دونا ثواب ہے زکوٰۃ و صلہ رحم یا اپنی بھتیجی[11] یا داماد[12] یا ماں کا شوہر[13] یا باپ کی عورت[14] یا اپنے زوج[15] یا زوجہ کی اولاد کہ ان سولہ کو بھی دینا روا جبکہ یہ سولہ ان سولہ سے نہ ہوں از آنجا کہ انھیں ان سے مناسبت ہے۔ جس کے باعث ممکن تھا۔ کہ ان میں بھی عدم جواز کا وہم جاتا لہذا فقیر نے انہیں بالتخصیص شمار کر دیا اور نصاب مذکور پر دسترس نہ ہونا چند صورت کو شامل ایک یہ کہ سرے سے مال ہی نہ رکھتا ہو اسے مسکین کہتے ہیں۔ دوم مال ہو مگر نصاب سے کم یہ فقیر ہے۔ سوم نصاب بھی ہو مگر حوائج اصلیہ میں مستغرق جیسے مدیون چہارم حوائج سے بھی فارغ ہو مگر اسے دسترس نہیں جیسے ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس خرچ نہ رہا تو بقدر ضرورت زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ اس سے زیادہ اسے لینا روا نہیں یا وہ شخص کا مال دوسرے پر دین مؤجل ہے۔ اور ہنوز میعاد نہ آئی اب اسے کھانے پہننے کی تکلیف ہے۔ تو میعاد آنے تک بقدر حاجت لے سکتا ہے۔ یا وہ جس کا مدیون غائب ہے۔ یا لے کر مکر گیا اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو کہ ان سب صورتوں میں دسترس نہیں۔

بالجملہ[1] مدار کار حاجت مندی کی معنی مذکور پر ہے تو جو نصاب مزبور پر دسترس رکھتا ہے ہرگز زکوٰۃ نہیں پا سکتا اگرچہ غازی یا حاجی یا طالب علم یا مفتی مگر عامل زکات جسے حاکم اسلام نے ارباب اموال سے تحصیل زکات پر مقرر کیا وہ جب تحصیل کرے تو بحالت غنا بھی بقدر اپنے عمل کے لے سکتا ہے اگر ہاشمی نہ ہو پھر دینے میں تملیک شرط ہے۔ جہاں یہ نہیں جیسے محتاجوں کو بطور اباحت اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دینا یا میت کے کفن دفن

---

[1] اگر دین مؤجل ہے خواہ ابتداء یا یوں کہ جو اجل مقرر ہوئی تھی۔ گذر چکی اور مدیون غنی حاضر ہے تو یہ صورت دسترس کی ہے۔ ۱۲ منہ

میں لگانا یا مسجد کنواں، خانقاہ، مدرسہ، پل، سرا وغیرہ بنوانا ان سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اگر ان میں صرف کیا چاہے تو اس کے وہی حیلے ہیں۔ جو مسئلہ رابعہ میں گزرے۔

هذا كله ملخص ما استقر عليه الامر فى تنوير الابصار والدر المختار ورد المحتار وغيرها من معتبرات الاسفار وقد لخصناه بتوفيق الله احسن تلخيص لعله لا يوجد من غيرنا ولله الحمد فمن شك فى شئ من هذا فليراجع الاصول التى سميناه ولم يسم نعم لا باس ان نورد نصوص بعض مايكاد يخفى او يستغرب ففى رد المحتار شمل الولاد بالنكاح والسفاح فلا يدفع الى ولده من الزنا الخ وفيه تحت قوله او بينهما زوجية ولو مبانة اى فى العدة ولو بثلاث نهر عن معراج الدراية اه وفيه تحت قوله ولا الى مملوك المزكى ولو مكاتبا وكذا مملوك من بينه وبينه قرابة ولاد او زوجية لما قال فى البحر والفتح الخ وفيه تحت قوله بخلاف طفل الغنية فيجوز اى ولو لم يكن له اب بحر عن القنية اه وفيه وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولى لانه صلة وصدقة ويجوز فعها لزوجة ابيه وابنه وزوج ابنته تاترخانيه اه ملخصا وفيه من كتاب الوصايا تحت قوله الشرف من الام فقط غير معتبر تؤيده قول الهندية عن البدائع فثبت ان الحسب والنسب يختص بالاب دون الام اه فلا تحرم عليه الزكوة لا يكون كفوا الهاشمية ولا يدخل فى الوقف على الاشراف لما اه وفيه قال فى الفتح ايضا لا يحل له اى لابن السبيل ان ياخذ اكثر من حاجته قلت وهذا بخلاف الفقير فانه يحل له ان ياخذ اكثر من حاجته وبهذا فارق ابن السبيل كما افاده فى الذخيرة اه وفيه تحت قوله ومنه ما لو كان ماله مؤجلا اى اذا احتاج الى النفقة يجوز له اخذه الزكوة قدر كفايته الى حلول الاجل نهر عن الخانية اه وفيه تحت

قولہ او علی غائب ای ولو کان حالا لعدم تمکنہ من اخذہ ط اھ فیہ تحت قولہ او معسر او جاحد ولو لہ بینۃ فی الاصح فیجوز لہ الاخذ فی اصح الاقاویل لانہ بمنزلۃ ابن السبیل ولو موسرا معترفا لا یجوز کما فی الخانیۃ اھ وفیہ تحت قولہ وفی سبیل اللہ وھو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم وفسرہ فی البدائع بجمیع القرب قال فی النھر والخلف لفظی للاتفاق علی ان الاصناف کلھم سوی العامل یعطون بشرط الفقر الخ وفیہ تحت قولہ وبھذا التعلیل یقوی ما نسب للواقعات من ان طالب العلم یجوز لہ اخذ الزکوۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ ھذا الفرع مخالف لاطلاقھم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احد ط قلت وھو کذلک والاوجہ تقییدہ بالفقیر الی اخر ما افاد علیہ رحمۃ الجواد واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۴ میرے کل زیور طلائی سادے اور جڑاؤ میں سونے کا وزن موتی اور نگینے اور لاکھ وغیرہ منہا کر کے ارسٹھ تولے ہے۔ اور زیور نقرئی تین سو کتالیس تولہ اس صورت میں جو سالانہ زکوٰۃ ہو اس سے مشرح مطلع کیا جاؤں اور ایک دستور العمل ایسا ہو کہ آئندہ جس قدر اور بڑھا اس پر زکوٰۃ بڑھائی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب سونے چاندی کی نصاب اور ان پر واجب و عفو کا حساب مسئلہ ثانیہ میں مشرحاً گزرا اور زیادت و نقصان کے تمام احکام بتفصیل تمام مسئلہ ثانیہ و ثالثہ میں مبین ہوئے وہ دونوں مسئلے بجائے خود دستور العمل تھے۔ مگر اختلاط زر و سیم یعنی دونوں مال کا مالک ہو البتہ بعض نئے احکام کا موجب ہوتا ہے۔ جن کا بیان اور پر گزرا لہذا فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ بعض ضوابط ضروریہ اور ذکر کر کے دستور العمل کی تکمیل کرتا اور حضرت مستفتی دامت برکاتہ و دیگر ناظرین مستفیدین سے اس کے صلے میں دعائے عفو و عافیت دارین کی تمنا رکھتا ہے۔

فاقول وباللہ التوفیق مال جب بشرائط معلومہ نصاب کو پہونچے تو بنفسہ وجوب زکوٰۃ کا سبب اور ایراث حکم میں مستقل ہے۔ جیسے اپنے حکم میں دوسری شے کی حاجت نہیں

اور نصاب کے بعد جو خمس نصاب ہو وہ بھی نصاب و سبب ایجاب ہے اور جو خمس سے کم ہے وہ اپنی نوع میں مثلاً چاندی یا سونے میں موجب زکوٰۃ نہیں ہو سکتا کہ شرع مطہر نے اسے عفو رکھا ہے۔

کما قدمنا فی المسئلۃ الثانیۃ۔

اسی طرح جو ابتدائی نصاب کو نہیں پہنچا بنفسہ بسبب وجوب کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر جب اس نوع کے ساتھ دوسری نوع بھی ہو یعنی زر و سیم مختلط ہوں، تو از آنجا کہ وجہ سببیت ثمنیت تھی۔ اور وہ دونوں میں یکساں تو اس حیثیت سے ذہب و فضہ جنس واحد ہیں۔ لہذا ہمارے نزدیک۔ جو ایک نوع میں موجب زکوٰۃ نہ ہو سکتا تھا۔ خواہ اس لئے کہ نصاب ہی نہ تھا۔ یا اس لئے کہ نصاب کے بعد عفو تھا۔ اس مقدار کو دوسری نوع سے تقویم کر کے ملا دیں گے کہ شاید اب اس کا موجب زکوٰۃ ہونا ظاہر ہو پس اگر اس ضم سے کچھ مقدار زکوٰۃ بڑھے گی زیادہ یعنی کہ نوع ثانی قبل ضم نصاب نہ تھی، اس کے ملنے سے نصاب ہو گئی۔ یا اگلی نصاب پر نصاب خمس تک پہنچا ہو گئی، تو اسی قدر زکوٰۃ بڑھا دیں گے۔ اور اب اگر کچھ عفو بچا تو وہ حقیقۃً عفو ہوگا ورنہ کچھ نہیں اور اگر ضم کے بعد بھی کوئی مقدار زکوٰۃ زائد نہ ہو تو ظاہر ہو جائے گا۔ کہ یہ اصلاً موجب زکوٰۃ نہ تھا۔ ہدایہ میں ہے۔

تضم قیمۃ العروض الی الذہب والفضۃ حتی یتم النصاب ویضم الذہب الی الفضۃ للمجانسۃ من حیث الثمنیۃ ومن ہذا الوجہ صار سببا ثم یضم بالقیمۃ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فتح القدیر میں ہے۔

النقدان یضم احدہما الی الآخر فی تکمیل النصاب عندنا۔

تبیین الحقائق میں ہے۔

یضم الذہب الی الفضۃ بالقیمۃ فیکمل بہ النصاب لان الکل جنس واحد

خلاصہ میں ہے۔

اصل ہذا ان الذہب یضم الی الفضۃ فی تکمیل النصاب عندنا وہذا استحسان۔

نقایہ میں ہے۔

یضم الذھب الی الفضۃ بالقیمۃ لاتمام النصاب۔

ان عبارات ائمہ و تقریر فقیر سے واضح ہوا کہ یہ ملانا صرف بغرض تکمیل نصاب ہوتا ہے نصاب کہ بنفسہ کامل ہے۔ محتاج ضم نہیں کہ خود سبب مستقل ہے تو شرع مطہر اس کے سبب ایک مقدار واجب فرما چکی اب نصاب کو دوسری چیز سے ضم کرنے کا ایجاب تکمیل نصاب نہیں تعطیل نصاب ہے یا یوں کہیے کہ اس ضم سے مقصود تحصیل واجب ہے۔ نہ تبدیل واجب و لہذا ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ذہب و فضہ کی کامل نصابوں میں حکم ضم نہیں بلکہ نصاب و ذہب پر جدا زکوٰۃ واجب ہوگی اور نصاب فضہ پر جدا ہاں اگر کوئی یہ چاہے۔ کہ میں ایک ہی نوع زکوٰۃ میں دوں اور دو قیمت لگا کر ضم کرے تو ہمارے نزدیک کوئی مضائقہ بھی نہیں مگر اس وقت واجب ہوگا کہ تقویم ایسی کرے جس میں فقرا کا نفع زائد ہو مثلاً ایک نقد زیادہ رائج ہے۔ دوسرا کم تو جو رائج تر ہے۔ اس سے تقویم کرے۔ امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں۔

لو کان کل منھما نصابا تاما بلا زیادۃ لایجب الضم بل ینبغی ان یؤدی من کل واحد زکاتہ فلو ضم حتی یؤدی کلہ من الذھب والفضۃ فلا باس بہ عندنا ولکن یجب ان یکون التقویم بما ھو انفع للفقراء رواجا والا یؤدی من کل منھما ربع عشرہ۔

اس نفیس تقریر سے یہ **فائدے** حاصل ہوئے کہ اگر ایک جانب نصاب تام بلاعفو ہے۔ اور دوسری طرف نصاب سے کم تو یہاں یہی طریقہ ضم متعین ہوگا۔ کہ اس غیر نصاب کو اس نصاب سے تقویم کر کے ملا دیں یہ نہ ہوگا۔ کہ نصاب کو تقویم کر کے غیر نصاب سے ملائیں مثلاً چاندی نصاب اور سونا غیر نصاب تو اس سونے کو چاندی کریں گے چاندی کو سونا نہ کریں گے۔ اور عکس ہے تو عکس۔ اسی طرح اگر ایک طرف نصاب تام بلاعفو ہے۔ اور دوسری جانب مع عفو تو صرف اس عفو کو اس نصاب سے ملائیں گے نصاب مع العفو مجموع کو ضم نہ کریں گے۔ کہ محتاج تکمیل صرف وہی عفو ہے نہ نصاب مثلاً ۹ یا ۱۲ تولے سونا اور ۶۰ تولے

چاندی ہے۔ جس میں ۷ تولے چاندی عفو ہے۔ تو صرف اس ۷ تولے چاندی کو سونا کریں گے نہ مجموعہ ۹ تولے کو یوہی اگر دونو جانب عفو ہے۔ تو صرف ان عفووں کو باہم ملائیں گے۔ دونوں طرف کی نصابیں الگ نکال لیں گے۔ ہندیہ میں ہے۔

لو فضل من النصابین اقل من اربعة مثاقیل واقل من اربعین درھما فانه تضم احدی الزیادتین الی الاخری حتی یتم اربعین درھما او اربعة مثاقیل ذھب کذا فی المضمرات۔

پس ثابت ہوا کہ قابل ضم وہی ہے۔ جو خود نصاب نہیں پھر اگر یہ قابلیت ایک ہی طرف ہے جب تو طریقہ ضم آپ ہی متعین ہوگا۔ کما سبق اور دونوں جانب ہے۔ تو البتہ یہ امر غور طلب ہوگا۔ کہ اب ان میں کس کو کس سے تقویم کریں کہ دونوں صلاحیت ضم رکھتے ہیں اس میں کثرت وقلت کی وجہ سے ترجیح نہ ہوگی کہ خواہی نخواہی ۱۸ قلیل ہی کو کثیر سے ضم کریں۔ کثیر کو نہ کریں کہ جب نصابیت نہیں تو قلیل و کثیر دونوں احتیاج تکمیل میں، یکساں ردالمحتار میں ہے۔

لا فرق بین ضم الاقل الی الاکثر وعکسه۔

بلکہ حکم یہ ہوگا۔ کہ جو تقویم فقیروں کے لئے انفع ہو اسے اختیار کریں اگر سونے کو، چاندی کرنے میں فقرا کا نفع زیادہ ہے۔ تو وہی طریقہ برتیں اور چاندی کو سونا ٹھہرانے میں تو یہی ٹھہرائیں اور دونوں صورتیں نفع میں یکساں تو مزکی کو اختیار۔ درمختار میں ہے۔

لو بلغ احدھما نصابا دون الاخر تعین مابلغ به ولو بلغ باحدھما نصابا وخمسا وبالاخر اقل قومه بالانفع للفقیر سراج اھ وفی ردالمحتار عن النھر عن الفتح تبعین مابلغ نصابا دون مالا یبلغ فان بلغ بکل منھما واحدھما اروج تعین التقویم بالاروج اھ وفی شرح النقایة للقھستانی وان تساویا فالمالك مخیر۔

جب یہ امور ممہد ہوئے تمام صورتوں کے احکام معلوم ہوگئے کہ اختلاط زر وسیم انہیں تین حال میں منحصر۔ یا کسی کی طرف کوئی مقدار قابل ضم نہ ہوگی اور یہ جب ہی ہوگا کہ دونوں

نصاب ہوں اور دونوں بے عفو اس کا حکم اول ہی گزرا کہ ہر ایک کی زکوٰۃ جدا واجب ہوگی۔ اور ایک ہی نوع سے دینا چاہئے تو نفع فقرا کا لحاظ واجب یا[1] صرف ایک طرف مقدار قابل ضم ہوگی یہ یونہی ہوگا۔ کہ ایک نصاب بلا عفو ہو اور دوسرا اس کا غیر نصاب یا نصاب مع العفو تو اس کی دو صورتیں نکلیں ان کا ضابطہ[1] بھی معلوم ہو چکا کہ خاص اسی قابل ضم کو دوسرے کے ساتھ تقویم کریں گے یا[2] دونوں طرف مقدار قابل ضم ہو یہ اس طرح ہوگا۔ کہ دونوں نصاب سے کم یا ایک کم اور ایک میں عفو یا دونوں میں عفو تو اس کی تین صورتیں ہوئیں۔ ضابطہ[2] بھی مذکور ہوا کہ جو مقداریں، دونوں طرف قابل ضم ہیں۔ انہیں کو آپس میں ملائیں گے۔ اور نفع فقرا کا لحاظ رکھیں گے یعنی جس تقویم میں زیادہ مالیت واجب الادا ہو وہی اختیار کریں گے۔ اور مالیت برابر ہو تو جس نقد کا رواج زیادہ ہے۔ اسے لیں گے اور قدر و رواج سب یکساں ہوں تو اختیار دیں، گے **جدول** اختلاطات زر و سیم مع اشارۂ احکام۔

زر / نقرہ	نصاب سے کم	نصاب[1] بے عفو	نصاب باعفو
نصاب سے کم	دونوں کا کل بہ لحاظ انفع ملائیں	چاندی کو سونا کریں	سونے کا عفو اور چاندی کا کل بلحاظ انفع ملائیں
نصاب بے عفو	سونے کو چاندی کریں	ہر ایک کی جدا زکوٰۃ اور ملانا ہی ہو تو لحاظ انفع	سونے کے عفو کو چاندی کریں
نصاب باعفو	چاندی کا عفو اور سونے کا کل بہ لحاظ انفع ملائیں	چاندی کے عفو کو سونا کریں	دونوں عفووں کو بہ لحاظ انفع ملائیں۔

[1] اس مثلث نہ خانہ احکام کا خانہ قطب وہ صورت ہے۔ جس میں اصلاً حکم ضم نہیں اور اس کے چاروں خانہ آتشی بادی آبی خاکی متعلق ضابطہ اولیٰ اور باقی چاروں خانے کہ چاروں گوشوں پر ہیں متعلق ضابطہ ثانیہ ۱۲ منہ۔

ہرچند اس بیان وجدول نے مسئلہ واضح کر دیا۔ مگر بوجہ پیچیدگی عام مسلمین کے لئے ان دونوں ضابطوں میں ایضاح اشد کی بیشک ضرورت لہذا فقیر غفرلہ المولی القدیر بھیر جانب تفصیل عنان گردانی کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

شرح ضابطہ اولے چاندی سونے میں جب ایک نصاب تام بلاعفو ہو اور دوسرا نصاب نہ ہو خواہ کلاً یعنی سرے سے نصاب تک پہنچا ہی نہ ہو یا بعضاً یعنی نصاب کے بعد جو عفو بچا ہوا س غیر نصاب کل یا بعض کو اس دوسرے کے ساتھ ضم کریں گے۔ مثلاً چاندی کل بعض غیر نصاب ہے تو اسے بلحاظ قیمت سونا قرار دے کر سونے کے نصاب سے ملائیں گے۔ اور سونا کل یا بعض غیر نصاب ہے۔ تو اسے چاندی سے تو ضابطہ اولیٰ کی دو صورتیں بعد بسط چار ہو گئیں۔ جیسا کہ مطالعہ جدول سے واضح ہوا ہوگا۔ اب ہم بعد ضم دیکھیں گے کچھ زکوٰۃ بڑھی یا نہیں اگر اب بھی نہ بڑھی تو وہ غیر نصاب عفو مطلق تھا کہ کسی طرح موجب زکوٰۃ نہ ہوا اور بڑھی تو یا کچھ عفو نہ بچے گا۔ اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ یہ غیر نصاب جو اپنی نوع میں ناموجب زکوٰۃ نظر آتا تھا۔ حقیقتہً بالکل موجب تھا۔ یا قدرے بچے گا تو ثابت ہوگا۔ کہ واقع میں اسی قدر عفو ہے باقی پر زکوٰۃ تو یہ تین حالتیں ہوئیں جنہیں ان چار میں ضرب دیے سے بارہ صورتیں نکلیں۔ اب ہر ایک کی مثال لیجئے اور حساب کے لئے فرض کیجئے کہ تولہ بھر سونے کی قیمت چوبیس تولے چاندی ہے۔ اور تولہ بھر چاندی کی چار رتی سونا۔

مثال ۱ ایک شخص کے پاس ۵۱ تولے چاندی اور سوا پانچ ماشہ سونا ہے۔ تو چاندی نصاب تام بلا عفو ہے۔ اور سونا کلاً غیر نصاب لہذا سونے کو چاندی کر کے چاندی سے ملایا۔ یعنی بلحاظ قیمت دیکھا کہ اس قدر سونے کی کتنی چاندی ہوئی نرخ مذکور پر یہ سونا ۱۰ تولے چاندی کا ہوا تو گویا وہ ۵۱ تولے چاندی ۵ ماشہ سونے کا مالک نہیں بلکہ ۶۲ تولے چاندی کا مالک ہے۔ یہ چاندی دو ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس پوری ہوئی جس پر عفو کچھ نہ بچا۔

مثال ۲ اسی صورت میں ۱۰ ماشے سونا فرض کیجئے جس کے ۲۰ تولے چاندی تو گویا ۷۰ تولے چاندی کا مالک ہے۔ جس میں وہی نصاب کامل و نصاب خمس نکل کر ۹

تولے چاندی عفو بچی کہ خمس نصاب سے کم ہے۔ یہ عفوِ حقیقی ہوا یعنی سونے کو چاندی سے ضم نہ کرتے تو بوجہ عدم نصاب بالکل عفو نظر آتا تھا۔ ضم کرنے سے کھل گیا۔ کہ اس میں صرف ۱۰؍ ماشے سونا جس کی ۹؍ تولے چاندی ہوئی عفو ہے باقی پر زکوٰۃ واجب۔

مثال ۳ صورت مسطورہ میں صرف ۵ ماشے سونا مانیے تو کل عفو رہے گا۔ کہ اس کی دس ہی تولے چاندی ہوئی اور مال جب تک نصاب کے بعد خمس نصاب تک نہ پہنچے عفو ہے۔ اور چاندی میں خمس ۱۰؍ تولے ہے۔

مثال ۴ اسی صورت میں ۷؍ تولے ۱۱ ماشے سونا لیجیے تو ۷؍ تولے سونا تو نصاب کامل ہے۔ اس کے بعد ۵ ماشے عفو نظر آتا ہے۔ بس اسی قدر کو چاندی سے ضم کریں گے اور ایک نصاب اور ایک نصاب و خمس نصاب سیم کی زکوٰۃ واجب ہیں گے جس میں عفو کچھ نہ رہا۔

مثال ۵ اسی صورت میں اگر ۸؍ تولے ۱۰ ماشے سونا ہے تو بدلیل مثال دوم وہی ۱۰ ماشے سونا عفو رہے گا۔

مثال ۶ ۷؍ تولے ۱۱ ماشے سونا ہے۔ تو نصاب زر سے جتنا زیادہ ہے۔ یعنی ۱۱ ماشے سب عفو مطلق ہے۔ کہ بعد ضم بھی زکوٰۃ نہیں بڑھاتا ان چھ مثالوں میں چاندی نصاب تام بلا عفو تھی اور سونا قابل ضم پہلی تین میں راساً نصاب سے کم اور پچھلی تین میں عفواب وہ مثال لیجیے کہ سونا نصاب تام بلا عفو اور چاندی انھیں دو وجہوں پر قابل ضم۔

مثال ۷ ایک شخص ۷؍ تولے سونا، ۲۱۶ تولے چاندی کا مالک ہے۔ تو چاندی کلا غیر نصاب ہے۔ اسے بحساب قیمت سونا کیا تو ۱؍ تولے ہوا یہ پوری نصاب خمس ہے۔ تو سونے کی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس ہوئی اور عفو اصلا نہ بچا۔

مثال ۸ اسی صورت میں چاندی ۵۰ تولے رکھیے تو ۱۴؍ تولے رکھیے تو ۱۴؍ تولے عفو بچیگی کہ ۳۶ تولے سونے کی نصاب خمس ہو گئی ۱۴ تولے کا ۷؍ ماشے سونا ہوا کہ خمس سے کم ہے۔ وہ عفو رہا۔

مثال ۹ اسی صورت میں چاندی ۳۰ تولے فرض کیجیے تو کل عفو ہے۔ کہ اس

کا سواہی تولے سونا ہوا تو بعد ضم بھی کچھ نہ بڑھا۔

مثال ۱۰ و ۱۱ و ۱۲۔ اب ہمیں وہ تین صورتیں بیان کرنی رہیں۔ جن میں سونا نصاب بے عفو ہو اور چاندی نصاب با عفو جس کے عفو کو سونے سے ملائیں تو جب بھی عفو ہے۔ یا کچھ زکوٰۃ واجب کرے کچھ عفو یا بالکل زکوٰۃ واجب کرے یہ پچھلی دو صورتیں بظاہر محال عادی نظر آتی ہیں کہ نصاب میں عفو ہی ہوتا ہے۔ جو خمس سے کم ہو اور نصاب کے بعد زکوٰۃ وہی واجب کرتا ہے۔ جو خمس تک پہنچے تو ان صورتوں کا وقوع جب ہی ہوگا۔ کہ ۱۰ تولے سے کم چاندی ۱ تولے سونے کے برابر یا اس سے بھی زائد ہو مگر یہ عادۃً ہو نہیں سکتا بلکہ ۱۰ تولے یا اس سے کچھ زیادہ چاندی تولہ بھر سونے کی قیمت کو بھی نہیں پہونچی تو بادی النظر میں یہاں صرف صورت اولیٰ ہی قابل وقوع ہے یعنی عفو سیم کو نصاب ذہب سے جب ملائے عفو ہی رہے۔ مگر ایک نفیس و شریف و جلیل و لطیف قاعدہ معلوم کرنے سے کھل جائے گا دو صورتیں بھی قابل وقوع ہیں۔ اس باعظمت قاعدے کا جاننا صرف انھیں صورتوں کے لئے ضرور ہے۔ بلکہ جو اہل زکوٰۃ زر و سیم دونوں قسم کے مالک ہوں اور عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں ان سب پر اس کا علم فرض عین ہے۔ کہ اس کے نہ جاننے میں بہت غلطیاں اور خرابیاں واقع ہوتے ہیں۔ لوگ اکثر سمجھ لیتے ہیں۔ ہم زکوٰۃ ادا کر چکے اور واقع میں مطالبہ باقی ہوتا ہے وہ **ضروری قاعدہ عظیم الفائدہ واجب الحفظ** یہ ہے کہ اگرچہ زر و سیم کی قیمت و وزن باہم اکثر مختلف ہوتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ صنعت کا قدم درمیان ہو مثلاً ممکن کہ تولہ بھر سونے کا کوئی گہنا صناعی کے سبب پچاس روپے کی قیمت کا ہو اگرچہ ایک تولہ سونے کی قیمت پچیس ۲۵ ہی روپیہ ہو یا تولہ بھر چاندی کی چیز چار روپے کو بکے اگرچہ چاندی ایک ہی روپیہ تولہ ہو دہلی کی سادہ کاریوں میں یہ بات خوب واضح ہوتی ہے۔ یوں ہی جب مال ہارتا ہو تو قیمت وزن گھٹ جاتی ہے۔ کما لا یخفی مگر شرع مطہر نے سونے چاندی میں وجوباً و اداءً ہر طرح وزن ہی کا اعتبار فرمایا ہے۔ نہ قیمت کا مثلاً کسی کے پاس صرف ۸ تولے سونے کا گہنا ہے کہ قیمت میں ۱۰ تولے تک پہنچتا یا اس سے بھی زائد ہوتا ہے۔ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ وزن ۸ تولے کا ل نہ ہوا یا ۸ تولے ہارتے سونے کا مال ہے۔ کہ قیمت

ہیں ۷، تولے سونے سے بھی کم ہے۔ اس پر زکوٰۃ واجب کہ وزن نصاب پورا ہے۔ یا ایک شخص کے پاس ۸، تولے سونے کا زیور ہے۔ جو بوجہ صنعت ۱۵، تولے سونے کی قیمت ہے۔ اس پر صرف ۲، ماشے سونا واجب ہوگا کہ وزن کا چالیسواں حصہ ہے۔ نہ ۴، ماشہ کہ قیمت کا ۱/۴۰ ہے یا ۱۵، تولے وزن کی چیز قیمت میں ۸، تولے کے برابر ہے۔ تو باعتبار وزن ۴، ماشے سونا اپنا ہوگا۔ بہ لحاظ قیمت ۲ ماشے دینے سے نہ چھوٹے گا۔ یہ تو وجوبًا باعتبار وزن ہوا اور ادائگی کی یہ صورت کہ مثلاً اس پر ۲، ماشہ سونا واجب الادا تھا۔ اس نے اس کے بدلے ۲، ماشے نفیس کندن کہ قیمت میں ۲، ماشے سونے کے برابر بلکہ زائد تھا۔ ادا کیا تو عہدہ برآنہ ہوا کہ واجب کا وزن پورا نہ ہوا اور ہارتا سونا ۲، ماشے دے دیا جو قیمت میں ڈوہی ماشے کے برابر تھا۔ تو ادا ہوگیا اگرچہ اس میں کراہت ہے۔ لقولہ عزوجل لستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ۔

درمختار میں ہے۔

المعتبر وزنھما اداءً ووجوبًا لاقیمتھا۔

ردالمختار میں ہے۔

یعنی یعتبر فی الوجوب ان یبلغ وزنھما نصابًا نصر حتی لو کان لہ ابریق ذھب اوفضۃ وزنہ عشرۃ مثاقیل اومائۃ درھم وقیمتہ لصیاغتہ عشرون اومائتان لم تجب فیہ شئی اجماعًا قہستانی اسی میں ہے لولہ ابریق فضتہ وزنہ مائۃ وقیمتہ بصیاغتہ مائتان لا تجب الزکوۃ باعتبار القیمۃ لان الجودۃ والصنعۃ فی اموال الربا لاقیمۃ لھا عند انفرادھا ولاعند المقابلۃ بجنسھا۔ اسی میں ہے۔ یعتبر ان یکون المؤدی قدر الواجب وزنا فلو ادی عن خمسہ جیدۃ خمسۃ زیوفا قیمتھا اربعۃ جید لا جاز وکرہ ولو ادی اربعۃ قیمتھا خمسۃ ردیئۃ لم یجز اھ ملخصًا۔

مگر جب ان میں ایک کو دوسرے سے تقویم کریں مثلا چاندی کو سونے یا سونے کو چاندی سے جیسے کہ ضم کی صورتوں میں دیکھتے آئے تو بالاجماع قیمت کا اعتبار ہے۔ کہ

جودت وصنعت خلاف جنس کے مقابلہ میں بالاجماع قیمت پاتی ہے۔ مثلاً بارہ تولے چاندی کا وزنی گہنا ہے اور قیمت میں ۱۴ تولے چاندی کے برابر ہے اب اس کی قیمت سونے سے لگائے گا۔ تو بہ لحاظ قیمت پورا تولہ بھر سونا ہوگا نہ بلحاظ وزن ۹ ماشہ و لہذا جس کے پاس ۲۰۰ تولے چاندی کا زیور چار سو روپے کا قیمتی ہو جس پر ۵ تولے چاندی واجب وہ اگر ۵ تولے چاندی دے دے گا۔ ادا ہو جائے گا۔ اور ۵ تولے چاندی کی قیمت کا سونا دے گا۔ ہرگز ادا نہ ہوگا۔ بلکہ ۱۰ تولے چاندی کا قیمتی سونا دینا آئے گا۔ ردالمختار میں ہے۔

عدم اعتبار الجودۃ انما ھو عند المقابلۃ بالجنس اما عند المقابلۃ بخلافہ فتعتبر اتفاقاً۔ اسی میں ہے۔ لوکان لہ ابریق فضۃ وزنہ مائتان وقیمتہ ثلث مائۃ ان ادی خمسۃ من عینہ اومن غیرہ جاز واجمعوا انہ لوادی من خلاف جنسہ اعتبرت القیمۃ حتی لوادی من الذھب ما تبلغ قیمتہ خمسۃ دراھم من غیر الاناء لم یجز فی قولھم لتقوم الجودۃ عند المقابلۃ بخلاف الجنس کذا فی المعراج نھر اھ ملخصاً۔

جب یہ قاعدہ معلوم ہوگیا تو اب ان دو صورتوں کی مثالیں بھی واضح ہوگئیں مثلاً ایک شخص کے پاس ۱۰ تولے سونا اور ۶۱ تولے چاندی کا گہنا ہے۔ جو بوجہ صناعی جو گنی قیمت کا ہے اس میں ۵۲ تولے چاندی تو نصاب کامل ہوگئی ۹ تولے بچی وہ عفو نظر آتی ہے۔ اسے بلحاظ قیمت سونے سے ملایا تو یہ ۹ تولے بہ سبب صنعت ۳۶ تولے کی قیمت میں ہے۔ جس کا ۱ تولے سونا ہوا کہ خمس نصاب زر ہے۔ تو ایک نصاب سیم اور ایک نصاب وخمس نصاب وزر کی زکوٰۃ واجب ہوئی اور عفو کچھ نہ بچا اور اسی صورت میں ۶۲ تولے چاندی ہے۔ تو ماشہ بھر سونا کہ اس ۶ ماشے چاندی کی قیمت ہوا عفو رہے گا۔ کما لایخفی واللہ تعالےٰ اعلم۔

شرح ضابطۂ ثانیہ

ملاحظۂ جدول سے یہ بھی کھلا ہوگا کہ دونوں جانب مقدار قابل ضم ہونے کی تین صورتیں بھی عند البسط چار ہوگئیں یعنی چاندی سونا دونوں غیر نصاب یا دونوں نصاب مع العفو یا چاندی غیر نصاب اور سونے میں عفو یا سونا غیر نصاب اور چاندی میں عفو۔ پھر ہر صورت پانچ حال سے خالی نہیں

(۱) یہ کہ بعد ضم بھی اصلاً زکوٰۃ نہ بڑھے یعنی خواہ قابل ضم چاندی کو سونا کیجیے یا قابل ضم سونے کو چاندی کسی طرح یہ مقدار موجب زکوٰۃ نہ ہو اس صورت میں وہ عفو حقیقی رہے گا۔ مثلاً ایک شخص ۲۰ تولے چاندی اور ایک تولے سونے کا مالک ہے چاندی کو سونا کیجیے تو کل سونا ایک تولہ ۱۰ ماشہ ہوا اور سونے کو چاندی تو کل چاندی ۳۴ تولے نہ اتنا سونا موجب زکاۃ اتنی چاندی (۲) سونے کو چاندی کیجیے تو نصاب بنے اور چاندی کو سونا کیجیے تو نہ بنے مثلاً ۱۰ تولے چاندی ۵ تولے سونا ہے۔ سونے کو چاندی کیا تو کل چاندی ۱۳۰ تولے ہوئی۔ کہ دو نصاب کامل اور دو نصاب خمس اور ۴ تولے عفو ہے اور چاندی کو سونا کیا تو کل ۵ تولے سونا ہوا کہ نصاب تک بھی نہ پہنچا لہذا سب کو چاندی ہی ٹھہرائیں گے۔ (۳) اس کا عکس کہ چاندی کو سونا کرنے سے نصاب بنے اور سونے کو چاندی کرنے سے نہ بنے مثلاً ۷ تولے ۱۰ ماشے سونا اور ۵۰ تولے چاندی ہے۔ ۷ تولے سونا تو نصاب کامل ہو کر الگ ہو گیا بچا ۱۰ ماشہ سونا اُدھر وہ عفو ہے۔ اور ادھر ۵۰ تولے چاندی یہ بے نصاب ہے۔ انہیں دونوں کا باہم میل ہونا ہے۔ اب اگر ماشے بھر سونے کو چاندی کرتے ہیں۔ تو کل چاندی ۵۲ تولے آتی ہے یہ نصاب بھی نہ ہوئی اور چاندی کو سونا کرتے ہیں۔ تو یہ کل سونا ۲ تولے ۲ ماشے ہوتا ہے۔ کہ ۱ تولہ نصاب خمس ہو کر موجب زکوٰۃ ہوگا۔ اور باقی ۸ ماشے عفو رہے گا۔ (۴) دونوں سے نصاب بنے مگر چاندی فقرا کے لئے انفع ہو مثلاً ۷ تولے سونا ۲۴ تولے چاندی کہ سونا کیجیے تو ۸ تولے ۹ ماشے ہوا ۷ تولے پر زکوٰۃ اور ۱ تولہ عفو تو صرف ۲ ماشے سونا دینا ہوگا جس کی قیمت ۴ تولے چاندی کیجیے تو ۱۰۲ تولے ہوئی کہ پوری چار نصاب بلا عفو ہے جس پر ۵ تولے چاندی واجب تو چاندی کرنے میں فقرا کو ۹ ماشے چاندی زیادہ ملے گی (۵) سونا انفع ہو جیسے ۷ تولے سونا ۴۸ تولے چاندی کہ چاندی کیجیے تو چار نصاب کامل کے بعد ۶ تولے عفو رہے گی۔ اور صرف ۵ تولے چاندی دینی ہوگی جس کی قیمت ۲ ماشے ۵ سُرخ سونا اور سونا کیجیے۔ تو پورا ۱۵ تولے ہوا ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس بلا عفو ہے جس پر ۲ ماشے ۵ $\frac{3}{5}$ سُرخ سونا واجب تو سونا کرنے میں فقرا کو $\frac{3}{5}$ سُرخ سونا زیادہ جائے۔ (۶) دونوں یکساں ہوں۔ مثلاً فرض کیجیے تولہ بھر سونے کی قیمت ۱۲ تولے چاندی ہے۔ اور یہ شخص ۲۴ تولے چاندی ۵ تولے سونے کا مالک ہے۔ اگر چاندی

کو سونا کرتے ہیں۔ تو ۷ سات تولے یعنی ایک نصاب کامل ہوا جس پر ۲ ماشے سونا قیمتی ۳ تولہ ۱۱ ماشے ۲ سرخ چاندی کا واجب ہوا اور سونے کو چاندی کیجئے تو ۵۲ تولے ۶ ماشے چاندی یعنی تین نصاب کامل ہوئی جس پر ۳ تولے ۱۱ ماشے ۲ سرخ چاندی قیمتی ۲ ماشہ سونے کی واجب ہوئی ہر طرح حاصل ایک ہی رہتا ہے۔ اس صورت میں مزکی کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں جس سے چاہے تقویم کرے بشرطیکہ دونوں رواج میں یکساں ہوں ورنہ راجح تر متعین ہوگا۔ اس ضابطہ کی چار صورتوں میں ان چھ حالتوں کو ضرب دیجئے تو چوبیس ہوتی ہیں۔ جس کے امثلہ کی پوری تفصیل موجب تطویل اور جبکہ ہم ہر صورت کی ایک مثال لکھ چکے وضوح مسئلہ بحمد اللہ اپنے منتہی کو پہنچا جس کے بعد زیادہ اطالت کی حاجت نہیں۔

اب بحمد اللہ یہ دستور العمل کامل و مکمل ہوگیا۔ کہ عالم میں کوئی اختلاط زر و سیم ان ۳۷ صورتوں سے خارج نہیں ہو سکتا ایک صورت دونوں جانب کمال نصاب بلا عفو کی اور ۱۲ صورتیں ضابطہ اولیٰ اور ۲۴ ضابطہ ثانیہ کی اور ۲ صورتیں کہ صرف چاندی کا مالک ہو یا صرف سونے کا مالک ہو یا صرف سونے کا ان کے احکام مسئلہ ثانیہ میں واضح ہو چکے ۳۹ اُنتالیس ہوئیں چالیس ویں صورت کہ سونا چاندی کچھ نہ رکھتا ہو۔ اس کا حکم خود واضح اب یہ مسائل بحمد اللہ تعالیٰ تمام صور کے بیان احکام کو کافی دوافی ہوگئے انہیں سے آئندہ کی زیادت و نقصان کے احکام نکل آئیں گے کہ آخر بڑھ کر انہیں سینتیس ۳۷ صورتوں سے ایک میں رہے گا غایت یہ کہ تبدیل صورت ہو جائے مثلاً پہلے جو مال تھا۔ ضابطہ اولیٰ کی صورت یکم پر تھا۔ اب بڑھ کر ضابطہ ثانیہ یا اولیٰ کی دوم یا اول الصور ہوگیا وعلیٰ ہذا القیاس۔ یونہیں گھٹ کر ۴۰ صورتوں سے باہر نہ جائے گا۔ تو کوئی حکم ایسا نہیں جسے یہ مسائل نہ بتائیں۔ زیادت و نقصان میں کہاں زکوٰۃ گھٹے بڑھے گی کہاں نہیں یہ مسئلہ ثانیہ و ثالثہ سے دیکھ لیجئے امید کرتا ہوں کہ یہ شرح و ایضاح بحول الفتاح اسی تحریر فقیر کا حصہ خاصہ ہو۔ والحمد للہ رب العالمین۔

اب صورت جزئیہ مسئول عنہا کا حکم نکالنا کتنی بات ہے۔ ۴۸ تولے ۲ ماشہ سونا اور ۱۴۱ تولے چاندی اول ہر ایک کا نصاب ہیں۔ الگ نکال لیجئے ۴۸ تولے ۰ ماشہ میں سونے کی ۹ نصابیں کامل ہوئیں جن پر ایک تولہ ۰ ماشہ ۲ سرخ سونا واجب ہوا اور ۰ ماشے فاضل بچا

کہ اپنی نصاب میں عفو ہے۔ ۴۱،۴ تولے میں ۱۵،۲ تولے کی چھ نصابیں کامل جن پر ۶، تولے ۱۰ ماشے ۴ سرخ چاندی واجب اور ۲۱، تولے کی دو نصاب خمس ہوئیں۔ جن پر ۶، ماشہ ۲ ۲/۵ سرخ واجب ان کا مجموعہ ۸، تولے ۴، ماشے ۶ ۲/۵ سرخ ہوا اور مال میں ۵، تولے چاندی فاضل رہی کہ اپنی نوع، میں عفو ہے۔ اب یہ صورت ضابطہ ثانیہ کی ہوئی کہ دونوں جانب ایک ایک قسم عفو قابل ضم موجود ہے اس میں ان چھ حالتوں کی جانچ باقی رہی چاندی کو سونا کیجئے تو ۵، تولے چاندی عام نرخ سے اس قابل نہیں کہ ۱۰ ماشے سونے کی قیمت پہنچے جو اس ۸، ماشے سے مل کر خمس نصاب ذہب یعنی ۱، تولہ سونا بنائے اور زکوٰۃ واجب کرے اب سونے کو چاندی کیجئے تو آج کل کے بھاؤ[1] سے ۸، ماشہ سونا بیشک ۱۶، تولے چاندی سے کچھ زیادہ ہی کا ہے۔ تو وہ اس ۵، تولے چاندی سے مل کر ۲۱، تولے چاندی مع شے زائد ہوگا۔ یہ دو نصاب خمس اور حاصل ہوئیں جن پر ۶، ماشے ۲ ۲/۵ سرخ چاندی اور بڑھی تو یوں ہیں کریں گے۔ اور ۶۸، تولے سونے ۴۱ ۴ تولے چاندی پر ۱ تولہ ۸، ماشے ۴ سرخ سونا اور ۸، تولے ۱۱، ماشے ۴/۵ سرخ چاندی واجب مانیں گے ۴/۵ سرخ کے معنی رتی کے چار خمس جسے تقریباً ایک رتی چاندی کہیئے یہ عام بھاؤ کے اعتبار سے ہے۔ اور اگر بوجہ صنعت نفس مال کے کوئی قیمت بڑھ گئی ہو تو اس کا حساب مالک کو معلوم ہوگا۔ اس کے لئے وہ قاعدۂ مذکورہ واجب الحفظ ہم اوپر لکھ ہی چکے۔

غرض للہ الحمد والمنّہ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے بتوفیق المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ ان مسائل کو ایسی شرح وتکمیل وبسط جلیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ شاید ان کی نظیر کتب میں نہ ملے امید کرتا ہوں جو شخص ان سب کو بغور کامل خوب سمجھ لے گا۔ وہ ہزارہا مسائل، زکوٰۃ کا حکم ایسا بیان کرے گا۔ جیسے کوئی عالم محقق بیان کرے جن مسائل میں فقیر نے آج کل کے بعض مدعیان فقاہت وتحدیث بلکہ امامت فنون فقہ وحدیث کو فاحش

---

[1] نرخ باختلاف اسعار بھی مختلف ہوتا ہے۔ اگر وہاں ۸، ماشے سونا ۱۶، تولے چاندی سے کم کا ہو تو نصب فضہ میں ایک خمس کم ہو جائے گی جس کے سبب مقدار واجب سے ۲، ماشے ۱ ۱/۵ سرخ چاندی گھٹا دیں گے۔ ۱۲ منہ

غلطیاں کرتے دیکھا کم علم آدمی جو ان تحریرات فقیر کو بنہج احسن سمجھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بے تکلف صحیح وصاف ادا کرے گا۔ مگر حاشا ہرگز اُردو عبارت جان کر اپنی فہم پر قناعت نہ کرے کہ نازک یا غور طلب بات جو آدمی کی اپنی استعداد سے ورا ہو کسی زبان میں کیسی ہی واضح ادا کی جائے پھر نازک ہے۔ بلکہ واجب کہ کسی عالم کامل سے ان مسائل کو پڑھ لے تاکہ بحول اللہ تعالیٰ اس باب میں خود عالم کامل ہوجائے۔

واستغفر واللہ العظیم الاعظم مما جری علی لسان القلم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا ومولانا محمد النبی الاکرم والہ وصحبہ و بارک وسلم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ صحیح تعداد زکوٰۃ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے جو ہر سال مقدار واجب سے کم زکوٰۃ میں دیا گیا ہے۔ وہ محسوب زکوٰۃ ہوا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب بیشک محسوب ہوا کہ ادائے زکوٰۃ کی نیت ضرور ہے۔ مقدار واجب کا صحیح معلوم ہونا شرائط صحت سے نہیں غایت یہ کہ ایک جزء واجب کے ادا میں تاخیر ہوئی اس سے مذہب راجح پر گناہ سہی زکوٰۃ مودی کی نفی صحت تو نہیں والامر بین غنی عن التبیین پس ہر سال جتنا زکوٰۃ میں دیا وہ ادا ہوا اور جو باقی رہتا گیا وہ اس پر دین ہوتا گیا حتی کہ اگر کسی نصاب سے معارض ہوجائے گا۔ تو اسی قدر مقدار واجب گھٹ جائے گی تشریح اس کی یہ ہے کہ دَین عبد (یعنی بندوں میں جس کا کوئی مطالبہ کرنے والا ہو اگرچہ دین حقیقۃً اللہ عزوجل کا ہو جیسے دین زکوٰۃ جس کا حق مطالبہ بادشاہ اسلام اعز اللہ نصرہ کو ہے) انسان کے حوائج اصلیہ سے ہے۔ ایسا دین جس قدر ہوگا۔ اتنا مال مشغول بحاجت اصلیہ قرار دے کر کالعدم ٹھہرے گا اور باقی پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر بقدر نصاب ہو مثلاً ہزار روپے پر حولان حول ہوا اور اس پر پانسو قرض ہیں تو پانسو پر زکوٰۃ آئے گی۔ اور ساڑھے نو سو دین ہے۔ تو اصلاً نہیں کہ باقی قدر نصاب سے کم ہے در مختار میں ہے۔

لازکوٰۃ علی مدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائد ان بلغ نصابا

اسی میں ہے۔ فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد سواء كان الله تعالٰی کزکوٰۃ وخراج وللعبد الخ۔

ردالمحتار میں ہے۔

المطالب هنا السلطان تقديرًا لان الطلب له فى زكوٰة السوائم وكذا فى غيرها لم يبطل حقه عن الاخذ اھ ملخصًا وايضاحه۔

یوہیں دوسو چالیس درم شرعی کہ ایک نصاب کامل وایک خمس ہے۔ (دوسو درم کی، ۵۲؍ تولے چاندی ہوئی اور چالیس کی ۱۰؍ تولے) ان پر چھ درم شرعی زکوٰۃ کے واجب اگر مالک جہلاً یا سہواً یا عمداً ہر سال پانچ درم دیتا گیا[1] تو سال اول ایک درم زکوٰۃ کا اس پر دین رہا دوسرے سال وہ گویا دوسو انتالیس (۲۳۹) ہی درم کی جمع رکھتا ہے۔ کہ ایک درم مشغول بدین ہے۔ تو نصاب خمس کہ دوسو کے بعد چالیس کامل تھی جاتی رہی اور اس سال صرف دوسو درم کی زکوٰۃ پانچ ہی واجب ہوئے پس وہ جب تک ایک درم مذکور ادا نہ کرے یا سال تمام پر اس کی حاجت سے فارغ ایک درم اور جمع نہ ہو جائے جب تک اس پر یہی پانچ درم واجب ہوا کریں گے۔ البتہ ادائے دین زکوٰۃ کی تاخیر سے گنہگار ہوگا۔ اور یہ گناہ اصرار کے بعد کبیرہ، ہو جائے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی اور اگر صورت مذکورہ میں فرض کیجئے کہ وہ ہر سال ایک ہی درم دیتا رہا تو سال اول اس پر پانچ درم زکوٰۃ کے دین رہے۔ سال دوم میں گویا صرف دوسو پینتیس جمع ہیں۔ اس سال وہی پانچ ہوئے اور دیا ایک ہی تو اب چار اور قرض ہو کر نو درم دین ہو گئے۔ تیسرے سال تیرہ چوتھے میں سترہ یوہیں ہر سال دین زکوٰۃ میں چار چار بڑھتے جائیں گے اور واجب وہی پانچ پانچ ہوتے رہیں گے کہ دوسو سے دوسو انتالیس تک پانچ ہی درہم ہیں جب سال دہم میں اکتالیس درم دین ہو جائیں گے تو گیارھویں سال اس کو زکوٰۃ نہ ہوگی کہ جمع صرف ایک سو ننانوے ٹھہریں گے کہ نصاب سے کم ہیں یا سال سے کم ہیں۔ سال۔

۱؎ یعنی اپنی آمدنی سے دیتا رہا۔ اور جمع اسی قدر قائم رہی نہ کم ہوئی نہ زائد ۱۲ منہ۔

یازدہم بھی اگر اس نے ایک درم حسب دستور دے دیا تو پھر پانچ درم واجب ہو جائیں گے کہ اب دین میں صرف چالیس درم رہے اور دو سو پورے جمع قرار پائے وعلی ہذا القیاس غرض سنین ماضیہ میں کم دینے والا اس نفیس حساب کو خوب سمجھ کر جتنا دین اس کے ذمے نکلے فی الفور ادا کرے۔ ردالمحتار میں ہے۔

لو کان لہ نصاب حال علیہ حولان ولم یزکیہ فیہما لازکوۃ علیہ فی الحول الثانی واللہ تعالٰی اعلم۔

45284
13/6/2000

دُرود شریف

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

فروغِ اہلسنت کیلئے امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

١. عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

٢. طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

٣. مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

٤. طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

٥. اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

٦. حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

٧. تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

٨. شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

٩. جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

١٠. آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین ... میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں ... کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ...)